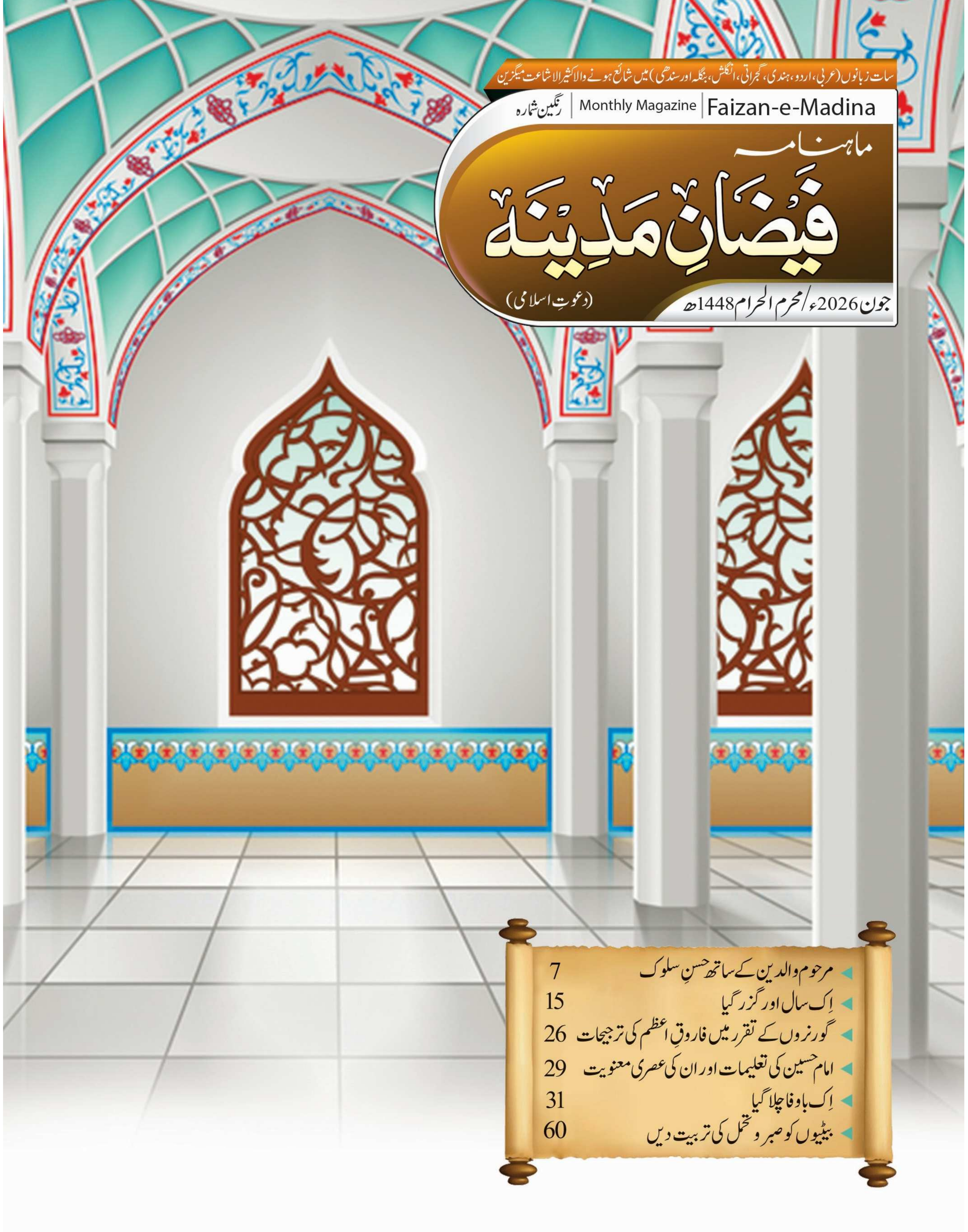

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ

ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

جون 2026ء / محرم الحرام 1448ھ

(دعوتِ اسلامی)

- مرحوم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک 7
- اِک سال اور گزر گیا 15
- گورنروں کے تقرر میں فاروقِ اعظم کی ترجیحات 26
- امام حسین کی تعلیمات اور ان کی عصری معنویت 29
- اِک باوفا چلا گیا 31
- بیٹیوں کو صبر و تحمل کی تربیت دیں 60

غربت دور ہو

یَا بَاسِطُ
اے فراخی کرنے والے

یَا رَزَّاقُ
اے روزی دینے والے

ہر نماز کے بعد 700 بار (اوّل آخر ایک بار درودِ پاک) پڑھنے سے رزق میں برکت ہوتی اور غُربت ختم ہوتی ہے۔
اللہ کریم غیروں کی محتاجی سے بچاتا اور ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔ (ہمیشہ 5 نمازوں کے بعد پڑھتے رہیں تو اچھا)

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری
رمضانِ کریم 1446ھ 16-3-2025

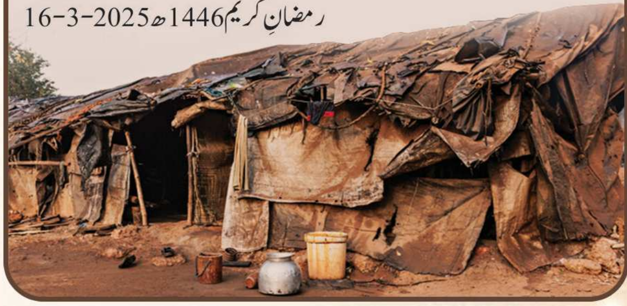

اولادِ نَرینہ اور روزی میں برکت

یَا اَوَّلُ
40 بار

پڑھ کر پانی یا شہد ملے پانی پر دَم کرکے آدھا خود پیے اور آدھا زوجہ کو پلائے۔ اِن شآءَ اللّٰہُ الکریم بیٹا ہو گا اور رزق میں بھی برکت ہو گی۔ (یہ عمل 40 دن مسلسل کرنا ہے)

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری
7 رمضانِ کریم 1446ھ 8-3-2025

شادی کے لیے غیبی اسباب ہوں

یَا وَهَّابُ

300 بار (اوّل آخر گیارہ بار دُرودِ ابراہیم) روزانہ سونے سے پہلے پڑھ لیجیے۔ (جب تک شادی نہ ہو جائے روزانہ پڑھنا ہے)

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری
رمضانِ کریم 1446ھ 7-3-2026

جب کوئی چیز غمگین کرتی تو

اللہ پاک کے سب سے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یہ دعا پڑھتے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

(یعنی: اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اسے ہمیشہ قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت سے مدد مانگتا ہوں)
(ترمذی، 5/311، حدیث: 3535)

رنج و غم دور ہونے کے لیے فجر کے سنت و فرض کے درمیان 40 مرتبہ پڑھنا مفید ہے اور مقروض روزانہ کسی بھی وقت دن میں 100 بار پڑھے تو قرض سے چھٹکارا پائے گا، ان شآءَ اللہ الکریم۔

امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری
رمضانِ کریم 1446ھ 29-3-2025

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ

رنگین شمارہ

فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

جون 2026ء / محرم الحرام 1448ھ

جلد: 10 شمارہ: 06

چیف ایڈیٹر	مولانا مہروز علی عطاری مدنی
ایڈیٹر	مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی
شعبہ ذمہ دار	مولانا بلال حسین عطاری مدنی
شرعی مفتش	مفتی محمد انس رضا قادری
گرافکس ڈیزائنر	شاہد علی حسن عطاری

مَہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جا کر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر
سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا
امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابِت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم
اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت، شاہ
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت
علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660

WhatsApp: +923103330935

Email: mahnama@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net

- قیمت رنگین شمارہ: 220 روپے سادہ شمارہ: 110 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات رنگین شمارہ: 3700 روپے سادہ شمارہ: 2300 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 10 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ

رنگین شمارہ: 3200 روپے سادہ شمارہ: 1800 سو روپے

بکنگ کی معلومات و شکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

قراٰن و حدیث	1	اثم وعدوان کا قرآنی مفہوم	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	4
	2	مرحوم والدین کے ساتھ حسنِ سلوک	مولانا اعجاز نواز عطاری مدنی	7
مدنی مذاکرے کے سوال جواب	3	دو مرحومین کی برسیاں ایک ساتھ کرنا کیسا؟ مع دیگر سوالات	امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری	9
دار الافتاء اہلِ سنّت	4	قربانی کے جانور کے ہار رسی کا حکم مع دیگر سوالات	مفتی فضیل رضا عطاری	11
مختلف مضامین	5	پیغمبرِ اسلام یتیموں کے محافظ (دوسری اور آخری قسط)	نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری	13
	6	اِک سال اور گزر گیا	صدر الافاضل مفتی سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ	15
	7	اسلامی تربیت کے مؤثر ذرائع	مولانا فرمان علی عطاری مدنی	17
	8	سوچ بدلے تو زندگی بدلے	حاجی محمد امین عطاری	20
	9	خوفِ خدا میں رونے والی آنکھ کا اجر و ثواب (دوسری اور آخری قسط)	مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی	22
تاجروں کے لیے	10	احکامِ تجارت	مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی	24
بزرگانِ دین کی سیرت	11	گورنروں کے تقرر میں فاروقِ اعظم کی ترجیحات	مولانا بلال حسین عطاری مدنی	26
	12	امام حسین کی تعلیمات اور ان کی عصری معنویت (قسط:01)	مولانا ابو الحسن عطاری مدنی	29
	13	اِک باوفا چلا گیا	مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی	31
	14	اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے	مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی	37
متفرق	15	چند قدیم مدارس و جامعات (دوسری اور آخری قسط)	مولانا احمد رضا شامی عطاری مدنی	39
	16	فقہی مسائل اور امیرِ اہلِ سنت کے رسائل (تیسری اور آخری قسط)	مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی	42
	17	کوہِ طور کے جلوے	مولانا عبد الحبیب عطاری	44
قارئین کے صفحات	18	نئے لکھاری	عبد الرحمٰن عطاری مدنی / شیر زمان عطاری / فراز عزیز پنہور	47
	19	آپ کے تأثرات		51
بچّوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	20	بزرگوں کی تعظیم کیجیے	مولانا محمد جاوید عطاری مدنی	52
	21	جنگی حالات کی غیبی خبر	مولانا سیّد عمران اختر عطاری مدنی	53
	22	انسانی جان	مولانا حیدر علی مدنی	56
	23	بچوں کو رحم دلی کی تربیت کیسے دیں؟	مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطاری مدنی	58
اسلامی بہنوں کا "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"	24	بیٹیوں کو صبر و تحمل کی تربیت دیں	اُمِّ میلاد عطاریہ	60
	25	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	مفتی فضیل رضا عطاری	62
اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے!	26	دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں	مولانا حسین علاؤ الدین عطاری مدنی	63

Go To Index

”اِثم وعُدوان“ کا قرآنی مفہوم

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

اللہ کریم کا فرمان ہے:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ(۲)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔(1)

اس آیت کریمہ میں چار اہم عناصر کا ذکر ہے: البر (نیکی)، التقویٰ (پرہیز گاری)، الاثم (گناہ) اور العدوان (زیادتی)۔ پہلے دو عناصر وہ ہیں جن میں تعاون اور معاونت کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ آخری دو عناصر وہ ہیں جن میں معاونت سے منع کیا گیا ہے۔

البر اور التقویٰ میں تعاون اور اس کا مفہوم **”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“** اپریل اور مئی 2026ء میں کیا گیا، جبکہ ”الاثم اور العدوان“ میں تعاون نہ کرنے کے حوالے سے تفصیلات اس مضمون میں ملاحظہ کیجیے۔

رب تعالیٰ نے سورۃ المائدۃ میں ”اثم“ اور ”عدوان“ میں معاونت کرنے اور سورۃ المجادلۃ میں ”اثم وعدوان“ کی سرگوشیاں کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آیئے قرآن کریم ہی کی روشنی میں جانتے ہیں کہ کون کون سے اعمال وافکار ”اثم“ اور ”عدوان“ میں شامل ہیں؟

الاثم کا قرآنی مفہوم

لفظ ”الاثم“ عربی زبان میں گناہ، معصیت، اور خطا کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔ قراٰن کریم میں الاثم کو البر کے مدمقابل ذکر کیا گیا ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ قراٰن کریم نے کن اعمال، نظریات اور عقائد کو الاثم کے زمرے میں شامل کیا ہے۔

شراب اور جوا ”اثم“ ہیں

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں شراب اور جوئے کے بارے میں فرمایا:

﴿یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ ؕ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ٘ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بڑا ہے۔(2)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر شراب اور جوئے کو ”اثم کبیر“ یعنی بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان میں کچھ دنیوی فوائد ہوسکتے ہیں، جیسے شراب سے عارضی خوشی یا جوئے سے فوری مالی فائدہ، لیکن ان کے نقصانات ان کے فوائد سے کہیں زیادہ ہیں۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فِل علومِ اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

شراب انسان کی عقل کو ماؤف کر دیتی ہے، جو انسان کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ جب عقل ماؤف ہو جائے تو انسان ہر قسم کی برائی کر سکتا ہے۔ وہ نماز نہیں پڑھ سکتا، اپنے اہل و عیال کا خیال نہیں رکھ سکتا، اور معاشرے میں فساد پھیلاتا ہے۔ جوا انسان کو کاہل بنا دیتا ہے۔

بدگمانی ”اثم“ ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات میں فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ﴾

ترجمۂ کنزُ الایمان: اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔[3]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بعض گمانوں کو گناہ قرار دیا ہے۔ ظن سے مراد وہ گمان ہے جو بغیر کسی ثبوت کے کیا جائے۔ اگر کسی کے بارے میں برا گمان رکھا جائے بغیر کسی ثبوت کے، تو یہ گناہ ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو سکھایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے بارے میں حُسنِ ظن رکھیں، بدگمانی سے انسان کے دل میں دوسرے مسلمان کے لیے نفرت پیدا ہوتی ہے، اور یہ معاشرے میں انتشار کا باعث بنتی ہے۔

لوگوں کا مال ناحق کھانا ”اثم“ ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۠(۱۸۸)﴾

ترجمۂ کنزُ الایمان: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھالو جان بوجھ کر۔[4]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا مال ناحق کھانے کو اثم قرار دیا ہے۔ اس میں وہ تمام طریقے شامل ہیں جن سے لوگوں کا مال ناجائز طور پر حاصل کیا جائے، جیسے چوری، ڈاکہ، رشوت، دھوکا دہی، سود، اور جھوٹی گواہی وغیرہ۔

آیت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ حاکموں کے پاس جھوٹے مقدمے لے کر جاتے ہیں تاکہ ان کے ذریعے دوسروں کا مال ہڑپ کر سکیں۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اس میں جھوٹ، دھوکا، اور ظلم سب کچھ شامل ہے۔

شرک ”اثم عظیم“ ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النسآء میں فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا(۴۸)﴾

ترجمۂ کنزُ الایمان: بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑے گناہ کا طوفان باندھا۔[5]

شرک سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ اس میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اسے رزق دیا، اسے تمام نعمتوں سے نوازا، لیکن اگر انسان کسی اور کو اس کے ساتھ شریک بنائے تو یہ سب سے بڑی ناشکری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النسآء میں شرک کو افتراء اور ”اثم مبین“ یعنی کھلم کھلا گناہ قرار دیا:

﴿اُنْظُرْ كَیْفَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَؕ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠(۵۰)﴾

ترجمۂ کنزُ الایمان: دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح (کھلا) گناہ۔[6]

بہتان ”اثم“ ہے

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النسآء میں فرمایا:

﴿وَ مَنْ یَّكْسِبْ خَطِیْٓــٴَـةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓــٴًـا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۠(۱۱۲)﴾

ترجمۂ کنزُ الایمان: اور جو کوئی خطا یا گناہ کمائے پھر اسے کسی

بے گناہ پر تھوپ دے اس نے ضرور بہتان اور کھلا گناہ اٹھایا۔[7]

کسی بے گناہ پر الزام لگانا دوہرا گناہ ہے: ایک تو خود گناہ کرنا، دوسرے اسے کسی بے قصور پر ڈالنا۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ”بہتان“ اور ”اثم مبین“ یعنی واضح گناہ قرار دیا ہے۔

الاثم کا خلاصہ اور تنبیہ

قرآن کریم کی مذکورہ بالا اور دیگر آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ الاثم ایک وسیع اصطلاح ہے جو تمام گناہوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ اس میں عقیدے کے گناہ (جیسے شرک)، عبادات کے گناہ (جیسے نماز چھوڑنا)، اخلاقی گناہ (جیسے جھوٹ، غیبت، بدگمانی)، اور معاملات کے گناہ (جیسے چوری، دھوکا، رشوت) سب شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمام قسم کے گناہوں سے بچنے کا حکم دیا ہے، چاہے وہ ظاہری ہوں یا باطنی، چھوٹے ہوں یا بڑے۔ گناہ انسان کو اللہ سے دور کر دیتے ہیں، اس کے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں، اور آخرت میں عذاب کا باعث بنتے ہیں چنانچہ

ہمیں اوپر مذکور ہر اس کام سے بچنا ہے اور دور رہنا ہے جو ”اثم“ کے زمرے میں آتا ہے، نیز خود بچنے کے ساتھ ساتھ کسی طرح سے بھی کوئی ایسا انداز اختیار نہیں کرنا کہ ہماری وجہ سے یا معاذاللہ ہمارے ذریعے سے کوئی ان گناہوں میں مبتلا ہو جائے۔

العدوان کا قرآنی مفہوم

لفظ ”العدوان“ عربی زبان میں حد سے تجاوز کرنا، ظلم کرنا، اور زیادتی کرنا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ قرآنِ کریم میں اس کی ممانعت کئی آیات میں وارد ہے۔

بنی اسرائیل کو اللہ کا حکم تھا کہ آپس میں اتحاد رکھیں لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا اور گھروں سے نکالا اور اس ظلم میں باہم معاونت بھی کی، اللہ کریم نے اسے ان کے مظالم میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورۃ البقرۃ میں ہے:

﴿ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ٘ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِؕ﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: پھر یہ جو تم ہو اپنوں کو قتل کرنے لگے اور اپنے میں ایک گروہ کو ان کے وطن سے نکالتے ہو ان پر مدد دیتے ہو (ان کے مخالف کو) گناہ اور زیادتی میں۔[8]

سورۃ النسآء میں دوسروں کا مال ناحق کھانے اور قتل وغارت سے منع کیا گیا اور اس عملِ قبیح کے ارتکاب کو **”عدوان اور ظلم“** قرار دیا گیا، فرمایا:

﴿وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًاؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا(۳۰)﴾

ترجَمۂ کنزُالایمان: اور جو ظلم وزیادتی سے ایسا کرے گا تو عنقریب ہم اُسے آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔[9]

خلاصہ یہ کہ العدوان ہر قسم کی زیادتی اور ظلم کا نام ہے۔ اس میں اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز، لوگوں کے حقوق غصب کرنا، ان پر ظلم کرنا، ان کے ساتھ دشمنی رکھنا، حرام مال کھانا، اور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی نافرمانی، سب کچھ شامل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو واضح حکم دیا ہے کہ وہ کسی پر زیادتی نہ کریں۔ اسلام انصاف کا دین ہے، اور ظلم سے سخت منع کرتا ہے۔ حتّٰی کہ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کریم ہمیں نیکی اور تقویٰ میں باہم تعاون کرنے اور گناہ اور زیادتی وظلم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم

---

(1) پ6، المآئدۃ:2 (2) پ2، البقرۃ:219 (3) پ26، الحجرات:12 (4) پ2، البقرۃ:188 (5) پ5، النسآء:48 (6) پ5، النسآء:48 (7) پ5، النسآء:112 (8) پ1، البقرۃ:85 (9) پ5، النسآء:30۔

Go To Index

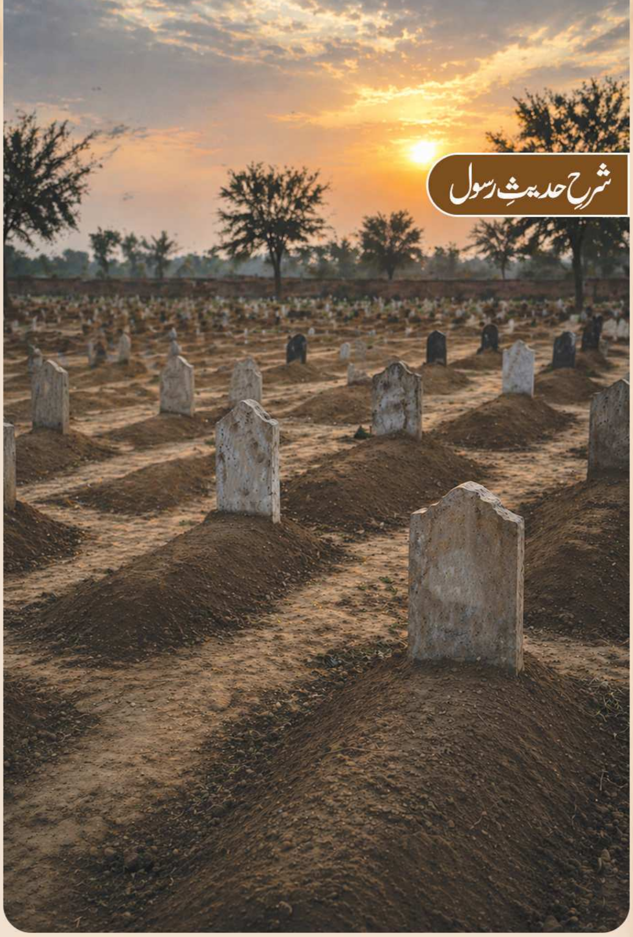

مرحوم والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک

مولانا اعجاز نواز عطّاری مَدَنی*

حضرت ابو اُسید مالک بن ربیعہ سَاعِدِی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور نبیِ کریم، رَءُوْفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ قبیلے کا ایک شخص آیا اور پوچھا: ”یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! کیا میرے والدین کے مرنے کے بعد ان سے بھلائی کرنے کی کوئی صورت ہے؟“ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: نَعَمْ! اَلصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا ترجمہ: ”ہاں! اُن کے لیے دعا کرنا، اُن کے لیے استغفار کرنا، اُن کے کیے ہوئے وعدے کو پورا کرنا، اُن کے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی کرنا اور اُن کے دوستوں کی عزت کرنا“۔(1)

راویِ حدیث حضرت ابو اُسید مالک بن ربیعہ سَاعِدِی رضی اللہُ عنہ اَنصاری اور بدری صحابی ہیں آپ تمام غزوات میں حضور نبی کریم رَءُوْفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ شریک رہے اور کثیر مُحَدِّثین نے آپ سے روایات نقل کی ہیں، بصرہ جانے کے بعد ساٹھ (60) ہجری میں اٹھتر (78) سال کی عمر میں وصال فرماگئے۔ بدری صحابیوں میں سب سے آخر میں وفات پانے والے آپ ہی ہیں۔ بدری صحابۂ کرام کی عزت و عظمت کو قراٰنِ مجید میں بیان فرمایا گیا ہے۔(2)

شرحِ حدیث اِس حدیثِ پاک میں مرحوم والدین کے 5 حقوق کا بیان ہے جو اُن کے ساتھ حسنِ سلوک اور بھلائی کا ذریعہ بھی ہیں: 1 اُن کی نمازِ جنازہ ادا کرنا 2 اُن کے لیے دعائے مغفرت کرنا 3 اُن کے عہد و وعدہ کو پورا کرنا 4 اُن کے رشتہ داروں سے صلۂ رحمی کرنا 5 اور اُن کے دوستوں کی عزّت کرنا۔ مشہور مُحَدِّث و مُفَسِّر، حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اِس حدیثِ پاک کی شرح میں لکھتے ہیں: ”ماں باپ کے انتقال کے بعد اُن سے بھلائی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاد ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے، اُن کے نام پر صدقات و خیرات کرے، اُن کی طرف سے حَجِ بَدَل کرے یا کسی اور سے کروائے، اُن کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی کرے۔ بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں، اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف، گیارھویں کرتے تھے تو وہ ہمیشہ کرتے ہیں، جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اُس مسجد کو آباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔“ مزید فرماتے ہیں: ”جن عزیزوں سے رشتہ صِرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو دوسری وجہ سے نہ ہو اُن سے اچھا سلوک کرنا کہ یہ میرے والدین کی خوشنودی کا ذریعہ ہے اِس میں بھائی بہن، چچا ماموں، پھوپھی خالہ سب ہی داخل ہیں۔ دوسرے یہ کہ اُن کے ساتھ اِس وجہ سے بھلائی کرے تاکہ والدین کی رضا حاصل ہو، اپنا نام یا شہرت مقصود نہ ہو غرضیکہ اِن عزیزوں کی اِس وجہ سے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث، اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ کراچی

Go To Index

خدمت کرے تاکہ والدین راضی ہو جائیں اور والدین کی رضا میں اللہ و رسول کی رضا ہے، نیز بیٹا باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کی بھی عزت کرے۔"[3] یہ اللہ رحیم اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حسین تعلیمات ہیں، یہ حُسنِ سلوک کا عظیم پہلو ہے، یہ اَخلاقِ حسنہ کی معراج ہے، یہ حقوقِ انسانی کا سب سے نمایاں اور منفرد پہلو ہے کہ دنیا سے رخصت ہو جانے والے والدین کے بھی حقوق مقرر کئے گئے ہیں۔

مرحوم والدین کے اولاد پر حقوق امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے مرحوم والدین کے 12 حقوق اَحادیث کی روشنی میں بیان فرمائے ہیں، اِن کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

1 بعدِ موت اُن کے غسل، کفن و نماز و دفن کا اہتمام کرنا اور اِن کاموں میں سنن و مستحبات کی رعایت جس سے اُن کے لئے ہر خوبی و برکت و رحمت و وُسعت کی اُمید ہو۔ 2 اُن کے لئے ہمیشہ دعا و اِستغفار کرتے رہنا۔ 3 صدقہ و خیرات و اَعمالِ صالحہ کا ثواب اُنہیں اور سب مسلمانوں کو پہنچاتے رہنا کہ اُن سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اِس کے ثواب میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔ 4 اُن پر کسی کا قرض ہو تو اُس کی ادائیگی میں حد درجہ جلدی و کوشش کرنا اور اپنے مال سے اُن کا قرض اَدا ہونے کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھنا۔ 5 اُن پر کوئی فرض رہ گیا تو بقدرِ قدرت اُس کے ادا میں سعی بجالانا، حج نہ کیا ہو تو اُن کی طرف سے حج کرنا یا حجِ بدل کرانا، زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ اُن پر رہا تو اُسے ادا کرنا، نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا وعلیٰ ہذا القیاس۔ 6 اُنہوں نے جو جائز شرعی وصیت کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو۔ 7 اُن کی قسم مرنے کے بعد بھی سچی ہی رکھنا مثلاً ماں باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا یا فلاں سے نہ ملے گا یا فلاں کام کرے گا تو اُن کا ویسے ہی پابند رہنا جیسا اُن کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرجِ شرعی مانع نہ ہو اور قسم ہی نہیں ہر طرح اُمورِ جائزہ میں بعدِ مرگ بھی اُن کی مرضی کا پابند رہنا۔ 8 ہر جمعہ کو اُن کی زیارتِ قبر کے لئے جانا، وہاں یٰسٓ شریف پڑھنا ایسی آواز سے کہ وہ سنیں اور اُس کا ثواب اُن کی روح کو پہنچانا، راہ میں جب کبھی اُن کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔ 9 اُن کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کرنا۔ 10 اُن کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ اُن کا اعزاز و اکرام رکھنا۔ 11 کبھی کسی کے ماں باپ کو بُرا کہہ کر جواب میں اُنہیں برا نہ کہلوانا۔ 12 سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں ایذا نہ پہنچانا، اِس کے سب اَعمال کی خبر ماں باپ کو پہنچتی ہے، نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ خوشی سے چمکتا اور دمکتا ہے، گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں اور اُن کے دل پر صدمہ ہوتا ہے، ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ انہیں قبر میں بھی رنج پہنچائے۔[4]

خدمتِ والدین کی نیت کیا ہو؟ والدین کی خدمت بغیر کسی دُنیوی غرض و لالچ کے ہونی چاہئے۔ چنانچہ مشہور مُحدِّث و شارِحِ حدیث علّامہ علی قاری رحمۃُ اللہِ علیہ اولاد کے لیے والدین کے چند حقوق بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "جو شخص والدین کا خدمت گزار ہے اُس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اُن دونوں کی خدمت سے مرتبے کا خواہش مند ہو مگر یہ کہ اُس میں اللہ پاک کی رضا اور والدین کی رضا ہو اور نہ ہی اُن کی خدمت کرنے سے ریاکاری کا شکار ہو جائے کیونکہ اِس حال میں اُن کی خدمت کرنا گناہ ہے اور ایسے شخص کی ریاکاری کو عنقریب اللہ پاک ظاہر فرمادے گا اور یوں اُس کا مرتبہ والدین کے دِل سے گر جائے گا۔"[5] لٰہذا بعدِ وفات، حقوق کی ادائیگی میں بھی اِس کا خیال رکھے۔ اللہ ربُّ العزّت ہم سب کو زندگی میں بھی اور بعدِ وصال بھی والدین کے حقوق کما حقہ اَدا کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) ابوداؤد، 4/434، حدیث: 5142 (2) فیضان ریاض الصالحین، 4/50 (3) مراٰۃ المناجیح، 6/532، 533 ملخصاً (4) فتاویٰ رضویہ، 24/391 ملخصاً (5) مرقاۃ المفاتیح، 8/669، تحت الحدیث: 4936 ملخصاً۔

Go To Index

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّؔار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 9 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 حضرت امام حسین کے شہزادے اور شہزادیوں کی تعداد

سوال: امام عالی مقام امام حُسین رضی اللہ عنہ کے کتنے شہزادے اور کتنی شہزادیاں تھیں؟

جواب: امام محبُّ الدین طَبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”ذَخائرُ العُقْبٰی“ میں فرماتے ہیں: امام عالی مقام حضرتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کے چھ شہزادے اور تین شہزادیاں ہیں۔ شہزادوں کے نام یہ ہیں: (1) علی اکبر (2) زینُ العابدین (3) علی اصغر (4) محمد (5) عبد اللہ (6) جعفر رضی اللہ عنہم اور شہزادیوں کے نام یہ ہیں: (1) زینب (2) سُکَینہ (3) فاطمہ رضی اللہ عنہن۔ (ذخائر العقبیٰ، ص258)

لوگوں میں سَکِینہ (سین پر زبر اور کاف کے نیچے زیر کے ساتھ) معروف (یعنی مشہور) ہے، جبکہ درست تلفظ ”سَکِینہ“ نہیں بلکہ ”سُکَینہ (سین پر پیش اور کاف پر زبر)“ ہے، واقعۂ کربلا میں جن شہزادی کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ یہی حضرت سُکَینہ رضی اللہ عنہا ہیں اگر ان کی نسبت سے بچی کا نام رکھنا ہو تو ”سُکَینہ“ رکھئے۔ البتّہ ”سَکِینہ“ نام رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ یہ قراٰنِ کریم کا ایک لفظ ہے جس کا معنٰی ”چین، سُکون اور اَمْن“ ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 4 محرم الحرام 1441ھ)

2 دو مرحومین کی برسیاں ایک ساتھ کرنا کیسا؟

سوال: اگر کسی کے ہاں دو مہینوں میں یکے بعد دیگرے دو اموات ہو جائیں تو اُن کی برسی ایک ساتھ کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! ایک ساتھ برسی کرنے میں حَرَج نہیں ہے، کیونکہ برسی دراصل اِیصالِ ثواب ہے۔ اگر کوئی برسی نہیں بھی کرتا تو وہ گناہ گار نہیں ہے، لیکن برسی کو ناجائز کہنے والا گناہ گار ہوگا، کیونکہ شریعت نے برسی سے منع نہیں کیا۔

(مدنی مذاکرہ، 4 محرم الحرام 1441ھ)

3 ”اگر دُنیا میں تمام دیانتدار ہوتے تو جنّت دُنیا ہی میں ہوتی“ کہنا کیسا؟

سوال: ”اگر دُنیا میں تمام دیانتدار ہوتے تو جنّت دُنیا ہی میں ہوتی“ ایسا کہنا کیسا ہے؟

جواب: ہوسکتا ہے اِس سے یہ مُراد ہو کہ ہر طرف اَمن ہوتا اور لوگ لوٹ مار نہ کرتے، نہ کسی کو تکلیف دیتے اور سب کے سب اَمن و امان سے رہ رہے ہوتے تو گویا ایسا ہونا دُنیا میں جنّت ہونے جیسا ہے جیسے کشمیر کو وادیِ جنّت بولتے ہیں۔ اس طرح کے جملے بطورِ مُحاورہ بولے جاتے ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 7 محرم الحرام شریف 1441ھ)

4 بیج بوتے وقت کیڑے مار دَوائی ڈالنا کیسا؟

سوال: بیج بوتے وقت کیڑے مارنے کی دَوائی ڈالتے ہیں تو کیا اِس سے گناہ نہیں ملے گا؟

Go To Index

جواب: جَراثیم کُش دَوائیں بیجوں میں ڈال سکتے ہیں، اس میں کوئی گناہ نہیں۔ (دیکھئے: مدنی مذاکرہ، 6 ربیع الاول شریف 1442ھ)

5 والدین کا بچوں کے ہر معاملے میں مداخلت کرنا کیسا؟

سُوال: والدین کو اپنے بچوں کی زندگی میں کتنا اختیار ہے؟ کیا وہ ان کے ہر معاملے میں مداخلت کرسکتے ہیں؟

جواب: ماں باپ کے بعض احکام وہ ہیں جن کو ماننا فرض ہوتا ہے، جبکہ بعض میں تخفیف (یعنی کمی) ہوتی ہے، جن کا ماننا فرض ہے وہ نہیں مانیں گے تو گنہگار ہوں گے، اور جن باتوں کا ماننا فرض نہیں اور حکمِ شریعت کے خلاف بھی نہیں تو اس کو بجالائے اور ان کی مُداخَلت پر اپنا دل بڑا رکھے۔ جب والدین بڑی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو بسا اوقات ان کی مداخلت بڑھ جاتی ہے، دراصل انہوں نے پرانا دور دیکھا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو لگتا ہے کہ اولاد غلط کررہی ہے، ہمارے دور میں تو یہ نہیں ہوتا تھا، لہٰذا ان کی سخت باتوں کو برداشت کرنا چاہیے جیسا انہوں نے بچپن میں ہمیں برداشت کیا! (مدنی مذاکرہ، 13 ربیع الاول شریف 1442ھ)

6 کیا سنجیدہ شخص سے لوگ بور ہو جاتے ہیں؟

سُوال: کیا سنجیدہ رہنے والے شخص سے لوگ بور ہو جاتے ہیں؟

جواب: ہر سنجیدہ آدمی بور نہیں کرتا، جو شخص سنجیدہ اور خاموش رہتا ہو لیکن مسکراتا بھی ہو تو اس کی سنجیدگی کسی کو تکلیف نہیں دیتی۔ مفتی محمد فاروق عطاری اور حاجی زم زم عطاری کی طبیعت میں سنجیدگی تھی لیکن ان کے پاس بیٹھنے والا بور نہیں ہوتا تھا، میں نے انہیں کسی سے مذاق کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(مدنی مذاکرہ، 10 ربیع الاول شریف 1442ھ)

7 رشتہ طے کرتے وقت لڑکے والوں سے لڑکی والوں کا پیسے لینا کیسا؟

سوال: بعض علاقے ایسے ہیں جہاں لڑکے والے رِشتہ لینے جائیں تو لڑکی والے پانچ لاکھ، 10 لاکھ روپے مانگ لیتے ہیں اور لڑکی کو جہیز میں اپنی مرضی کی چیزیں دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا لڑکی والوں کا پیسے لینا جائز ہے؟

جواب: لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے اِس طرح پیسے لینا گویا کہ لڑکی کو فروخت کرنا ہے۔ لڑکی والے اس طرح سے جو پیسے لے رہے ہیں یہ رِشوت ہے۔ اِسی طرح رُخصتی کے موقع پر اگر مثلاً لڑکی کا بھائی کہتا ہے کہ اتنی رَقم دوگے تو ہی لڑکی کو رُخصت کروں گا یہ بھی رِشوت ہے۔ بعض قوموں کے بارے میں سنا ہے کہ وہ اس طرح کرتے ہیں، اللہ پاک عافیت نصیب فرمائے۔ اٰمین (دیکھئے: مدنی مذاکرہ، 9 ربیع الاول شریف 1442ھ)

8 گناہوں میں اِضافے کا سبب موت کو بھولنا ہے

سوال: کیا گناہوں میں اِضافے کا سبب موت کو بھول جانا ہے؟

جواب: جب اِنسان موت کو بھول جاتا ہے تو اس کے اندر بے باکی (یعنی دلیری) پیدا ہو جاتی ہے۔ جب کوئی شخص کسی گناہ کے کام کو انجام دینے کے لیے اپنے قدم بڑھانے لگے گا تو موت کی یاد اسے گناہ کرنے سے روک دے گی۔ پھر وہ سوچے گا کہ مجھے بھی مَرنا ہے، اگر اس گناہ کی وجہ سے قبر میں مجھے سانپ لپٹ گیا یا مجھے آگ نے گھیر لیا تو میں کیا کروں گا؟ گناہ سے بچ جانا یہ موت کو یاد کرنے ہی کی برکت ہے۔ موت کو بھول جانا یہ بہت بڑی غفلت ہے اور یہی غفلت گناہوں میں اِضافے کا سبب بن جاتی ہے۔ (مدنی مذاکرہ، یکم ربیع الآخر شریف 1442ھ)

9 جہاز میں کھانے کیلیے دیئے جانے والے برتن گھر لے جانا کیسا؟

سوال: جو لوگ جہاز میں سفر کرتے ہیں انہیں جہاز کا عملہ کھانا دیتا ہے لیکن وہ عملہ کھانے کے بعد برتن نہیں مانگتا تو کیا اس صورت میں وہ برتن مُسافر اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

جواب: جہاز میں مُسافروں کو جن برتنوں میں کھانا دیا جاتا ہے وہ عموماً دو طرح کے ہوتے ہیں یا تو وہ Disposable ہوتے ہیں یا ایسے ہوتے ہیں جنہیں دھو کر اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔ ہر سمجھدار آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کون سا برتن رکھنے کا ہے اور کون سا برتن پھینکنے کا ہے۔ جو برتن پھینکنے کا نہیں ہے اس کو لے جانا گناہ ہے۔ (دیکھئے: مدنی مذاکرہ، 20 ذوالقعدۃ الحرام 1441ھ)

Go To Index

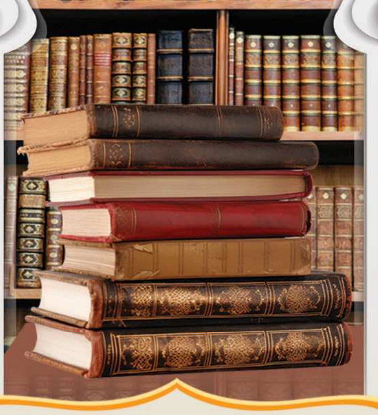

دارُالافتاء اَہلِسنّت

مفتی فضیل رضا عطّاری*

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 قربانی کے جانور کے ہار رسی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے قربانی کے جانور کے گلے میں معمولی سی رسی اور ایک موتیوں کا ہار تھا جو قربانی کے وقت خون آلود ہو گئے تھے اس لیے ہم نے انہیں پھینک دیا پھر کسی نے توجہ دلائی کہ اسے صدقہ کرنا ہوتا ہے تو کیا اس رسی اور ہار کی رقم ہمیں صدقہ کرنی ہو گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قربانی کے جانور شعائرُ اللہ میں سے ہیں ان کی تعظیم و تکریم کا حکم ہے لہٰذا جب جانور کو شعائرِ اسلام کی زینت کی نیت سے سجایا جائے اور یہ نیت بھی ہو کہ بعد میں مسلمان فقراء کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے اشیاءِ زینت مثلِ جھول وہار وغیرہ صدقہ کروں گا تو اب اپنی اس نیت پر عمل کرتے ہوئے اسے صدقہ کرنے کا حکم ہو گا کہ اللہ عزوجل سے وعدہ کرکے اس سے پھرنا بہت بری بات ہے مگر عموماً ہمارے یہاں ان نیتوں کے ساتھ جانور پر ہار وغیرہ نہیں ڈالے جاتے لہٰذا جانور پر ہار وغیرہ ڈالتے وقت اگر آپ کی بھی ایسی کوئی نیت نہیں تھی تو اس ہار یا اس کی قیمت صدقہ کرنا آپ پر شرعاً لازم نہیں۔ یونہی رسی کی قیمت کا تصدق بھی لازم نہیں کہ یہ عام رسیاں جن سے جانور کو باندھا جاتا ہے، نکیل کی صورت میں جانور کے چہرے اور گلے کے گرد ہوتی ہیں وہ ان جانوروں کی تعظیم و تکریم کے لیے نہیں بلکہ ان کی حفاظت کی غرض سے ہوتی ہیں اس لیے بھی ان کے صدقہ کا حکم نہیں۔

تنبیہ: اگر وہ ہار یا رسی اس قابل تھی کہ اس سے نفع اٹھایا جاسکتا تھا یا اسے بیچا جاسکتا تھا تو اسے پھینک دینا جائز نہیں تھا کہ یہ مال کا ضائع کرنا ہوا جو کہ جائز نہیں لہٰذا اس صورت میں آپ پر توبہ لازم ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 شرعی فقیر کے لیے عیب دار جانور کی قربانی کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں صاحبِ نصاب نہیں ہوں، میں نے بقر عید سے ایک دن پہلے قربانی کرنے کے لیے بکرا خریدا تھا، بعد میں مجھے پتہ چلا کہ اس بکرے کو بالکل بھی نظر نہیں آتا، مگر اس عید پر میں نے اسی بکرے کی قربانی کردی ہے، اب معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا اس جانور کی قربانی ہوگئی یا نہیں؟

نوٹ: سائل قربانی کے لیے جانور خریدتے وقت بھی صاحبِ نصاب نہیں تھا اور قربانی کی نذر بھی نہیں مانی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شرعی فقیر پر قربانی لازم نہیں ہوتی لیکن اگر وہ قربانی کی نیت سے جانور خرید لے تو اس کے حق میں خاص وہی جانور قربانی کے لیے متعین ہو جاتا ہے اگرچہ اس میں ایسا عیب ہو جو قربانی سے مانع ہو لہٰذا پوچھی گئی صورت میں چونکہ آپ صاحبِ نصاب

* دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

نہیں تھے لیکن آپ نے قربانی کرنے کی نیت سے بکرا خریدا اگرچہ اسے بالکل بھی نظر نہیں آتا تھا تو بھی اس کی قربانی کرنے سے قربانی ادا ہو گئی۔

یاد رہے! یہ حکم صرف شرعی فقیر کے لیے ہے اگر کوئی غنی شخص ایسا جانور خریدلے جس کو نظر نہ آتا ہو تو اس صورت میں غنی کے لیے دوسرا صحیح جانور قربان کرنا واجب ہو گا، نابینا جانور ذبح کرنے سے قربانی ادا نہیں ہو گی۔

یونہی! اگر شرعی فقیر نے پہلے ہی غیر معین جانور قربان کرنے کی منت مانی اور منت پوری کرنے کے لیے اس نے ایسا جانور خریدا جو کہ نابینا ہے تو اس جانور کو ذبح کرنے سے اس کی نذر پوری نہیں ہو گی کیونکہ نذر غیر معین میں ایسا جانور لازم ہوتا ہے جو قربانی کی شرائط پر پورا ہو۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 کرنسی نوٹوں کے عوض سکوں کی نفع پر ادھار خرید و فروخت

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نوٹ کے بدلے نوٹ کی بیع نفع کے ساتھ نقد جائز ہے، ادھار جائز نہیں۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ اگر سکوں کو نوٹ کے بدلے ادھار بیچا جائے، تو کیا یہ خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ سود کے زمرے میں تو نہیں آتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

خرید و فروخت میں سود ہونے نہ ہونے کے حوالہ سے قانونِ شرعی یہ ہے کہ جب دو چیزیں جنس و قدر (وزن، کیل) میں متفق ہوں یعنی یہ دونوں وصف (جنس و قدر) پائے جائیں تو کمی بیشی و ادھار دونوں سود و حرام ہوتے ہیں اور جب دونوں وصف نہ پائے جائیں تو کمی و بیشی و ادھار دونوں جائز ہوتے ہیں اور جب ایک وصف یعنی صرف جنس یا صرف قدر پایا جائے اور دوسرا وصف نہ پایا جائے تو کمی بیشی جائز ہوتی ہے اور ادھار سود و حرام ہوتا ہے۔

اس قانونِ شرعی کے مطابق نوٹ اور سکّوں میں دونوں وصف نہیں پائے جاتے کہ ایک تو یہ ہم جنس نہیں ہیں کیونکہ نوٹ کی اصل کاغذ ہے، جبکہ سکّوں کی اصل مختلف دھاتیں ہیں، دوسرا ہمارے عرفِ عام میں نوٹ اور سکّوں کے عددی یعنی گِن کر دی جانے والی چیز ہونے کی وجہ سے ان میں دوسرا وصف قدر (وزن و کیل) نہیں پایا جاتا، لہٰذا نوٹ کے بدلے سکّوں کی خرید و فروخت جس طرح نقد یعنی دونوں جانب سے اسی مجلس میں قبضہ ہو جائے، جائز ہے، اسی طرح ادھار یعنی ایک جانب سے قبضہ ہو دوسری جانب سے نہ ہو، یہ بھی جائز ہے، البتہ دونوں جانب سے قبضہ نہ ہو تو ناجائز ہے کہ اس طرح یہ بیع الکالی بالکالی یعنی ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع کی صورت ہے اور از روئے حدیث و فقہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ناجائز و حرام ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 رکوع سے سہواً اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نے نماز میں بھول کر سمع اللہ لمن حمدہ کی جگہ اللہ اکبر کہہ دیا اور سجدہ سہو بھی نہیں کیا، اس صورت میں نماز ہو گئی یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق سجدہ سہو، بھولے سے نماز کا کوئی واجب چھوٹنے سے واجب ہوتا ہے، سنن و مستحبات کے ترک سے واجب نہیں ہوتا، البتہ ان کے قصداً یا سہواً ترک سے نماز کا اعادہ مستحب ہوتا ہے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے امام کے لیے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا سنت ہے، واجب نہیں، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں نماز ہو گئی، سجدہ سہو واجب نہیں ہوا تھا، البتہ اس نماز کو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اسلام ہی کیوں؟

(دوسری اور آخری قسط)

پیغمبرِ اسلام یتیموں کے محافظ

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطاری

یتیموں کے محافظ

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اعلانِ نبوّت سے پہلے بھی کمزور اور بے آسرا لوگوں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ اعلانِ نبوّت کے بعد تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف اپنے اقوال سے یتیموں کی طرفداری فرماتے، ترغیب دلاتے بلکہ اپنے مبارک عمل سے بھی یتیموں کو ان کا حق دلاتے تھے جیسا کہ ایک بار ابوجہل نے ایک یتیم کی پرورش کی ذمّہ داری لی۔ وہ خستہ حال یتیم ایک دن ابوجہل کے پاس آیا اور اپنے مال میں سے کچھ طلب کیا۔ ابوجہل نے اسے دھکے مار مار کر نکال دیا۔ قریش نے اس یتیم کو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس بھیج دیا کہ ان سے جاکر فریاد کرو۔ ان کا مقصد نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مذاق اڑانا تھا لیکن یتیم ان کی بُری نیّت سے لاعلم تھا، اُس نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے فریاد کی تو آپ اس یتیم کے ساتھ ابوجہل کے پاس گئے، اس نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھتے ہی یتیم کا مال فوراً اُس کے حوالے کر دیا۔ قریش نے ابوجہل کو ملامت کی کہ تو اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ ابوجہل نے جواب دیا: خدا کی قسم! میں اپنے دین سے پھرا نہیں، اصل بات یہ ہے کہ میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دائیں اور بائیں طرف ایک نیزہ دیکھا اور مجھے یہ ڈر لگا کہ اگر میں نے ان کی بات نہ مانی تو یہ نیزہ مجھے چیر ڈالے گا۔[1]

حضرت بشیر بن عَقرَبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دن میری رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: میرے والد کا کیا ہوا؟ تو رسولُ اللہ نے فرمایا وہ شہید ہوگئے ہیں، اللہ کریم اُن پر رحم فرمائے۔ میں یہ سن کر رو پڑا۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے پکڑا، میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا کر فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ اَكُوْنَ اَنَا اَبُوْكَ وَتَكُوْنَ عَائِشَةُ اُمُّكَ؟ یعنی کیا تم اِس پر راضی نہیں ہو کہ میں تمہارا باپ اور عائشہ تمہاری ماں بن جائے؟[2]

اسی طرح سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم یتیموں اور بیواؤں کی دستگیری فرماتے تھے۔ آپ نے جلیلُ القدر صحابی حضرت اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد ان کی بچیوں کی نہایت شفقت و محبت سے پرورش فرمائی۔ آپ نے ان بچیوں کو سونے کی خوبصورت بالیاں پہنائیں جن میں قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔[3]

سبحان اللہ! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کیسی اپنائیت اور کس قدر شفقت و مہربانی کا انداز اختیار فرمایا۔ یقیناً کسی یتیم کے ساتھ کیے جانے والے احسان و بھلائی کا یہ واقعہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام اور پیارے نبی صلَّی اللہ

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

Go To Index

علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی یتیموں کے ملجا و ماویٰ اور محافظ و رکھوالے ہیں کہ جو اس انداز میں اپنے ماننے والوں کو تعلیم ارشاد فرمارہے ہیں۔

یتیم اور احادیثِ نبویہ

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کس کس انداز سے یتیموں کی مدد کرنے ان کے حُقوق ادا کرنے کی ترغیب دلائی ہے تاکہ لوگ صرف انہیں قابلِ رحم سمجھ کر ان کی مدد نہ کریں بلکہ اللہ کی رضا پانے، اپنے گُناہ بخشوانے، بلند درجات پانے، اپنی آخرت بنانے اور جنّت میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پڑوس اپنانے کے لیے یتیموں کے ساتھ حسنِ سلوک کریں۔ نبیِ کریم نے تو گھر کے اچھا یا بُرا ہونے کا معیار بھی یتیم کے ساتھ کیے جانے والے سلوک کو بنایا ہے جیسا کہ فرمایا: خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ یعنی مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بُرا سُلوک کیا جاتا ہے۔[4]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یتیم سے سلوک کی بہت صورتیں ہیں: اس کی پرورش، اس کے کھانے پینے کا انتظام، اس کی تعلیم و تربیت، اسے دین دار نَمازی بنانا سب ہی اس میں داخل ہے۔ غرض کہ جو سلوک اپنے بچّے سے کیا جاتا ہے وہ یتیم سے کیا جائے (اور) بُرے سلوک میں مذکورہ چیزوں کی مقابل تمام چیزیں داخل ہیں۔[5]

ایک اور حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا: جو کوئی یتیم کے سر پر صرف اللہ پاک کی رِضا کے لیے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اُس کا ہاتھ گزرا ہر بال کے بدلے میں اُس کے لیے نیکیاں ہیں اور جو کوئی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے پر اِحسان کرے میں اور وہ جنّت میں (دو اُنگلیوں کو مِلا کر فرمایا کہ) اس طرح ہوں گے۔[6] یہ ثواب تو خالی ہاتھ پھیرنے کا ہے جو اس پر مال خرچ کرے، اس کی خدمت کرے، اسے تعلیم و تربیَت دے سوچ لو کہ اس کا ثواب کتنا ہوگا۔ یتیم کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرنا نہ صرف برکت کا باعث بلکہ کھانے کے شیطان سے محفوظ رہنے کا نسخہ بھی ہے جیسا کہ حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا قَعَدَ يَتِيمٌ مَعَ قَوْمٍ عَلَى قَصْعَتِهِمْ، فَيَقْرَبُ قَصْعَتَهُمْ شَيْطَانٌ جس دسترخوان پر یتیم (کھانے میں شریک) ہوتا ہے شیطان اس دسترخوان کے قریب نہیں جاتا۔[7]

دل کی سختی دور کرنے کا طریقہ

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے نیکیوں کے حصول کے ساتھ ساتھ دِل کی سختی دُور ہوتی اور حاجتیں بھی پوری ہوتی ہیں جیسا کہ حضرتِ سیّدُنا ابو دَرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی، تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: کیا تو چاہتا ہے کہ تیرا دل نرم ہو جائے اور تیری حاجتیں پوری ہوں؟ تو یتیم پر رحم کیا کر اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور اپنے کھانے میں سے اسے کھلایا کر ایسا کرنے سے تیرا دل نرم ہوگا اور تیری حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔[8] آج بھی ہمارے معاشرے میں یتیم موجود ہیں اور ہمارا فریضہ ہے کہ ہم ان کے لیے تحفّظ اور محبّت فراہم کریں۔ آئیں! ہم سب مل کر یتیموں کے حقوق کو اُجاگر کریں، یتیموں کے متعلّق اسلامی تعلیمات کو عام کریں اور اپنے اعمال کے ذریعے اللہ پاک کی رضا حاصل کریں اس لیے کہ جس نے یتیم سے ہمدردی کی وہ اللہ کریم کا قرب پائے گا، اس کا دل نرم ہوگا، اور اس کے لیے جنّت کی خوشخبری ہے۔

---

(1) تفسیر کبیر، 11 / 301، الماعون، تحت الآیۃ:1 (2) مجمع الزوائد، 8 / 295، حدیث: 13517 (3) طبقات ابن سعد، 3/458 (4) ابنِ ماجہ، 4/193، حدیث:3679 (5) مراٰۃ المناجیح، 6/562 (6) مسند احمد، 8 / 272، حدیث: 22215 (7) معجم اوسط، 5 / 230، حدیث:7165 (8) مجمع الزوائد، 8 / 293، حدیث:13509۔

اِک سال اور گزر گیا

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

اسلام میں قمری سال معتبر ہے جس کی ابتدا محرم الحرام سے ہوتی ہے۔ اس کی حرمت تو اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ محرم الحرام اشہرِ حرم میں سے اور برکت والا مہینہ ہے۔ مفسرِ قرآن، ادیبِ جلیل، صدرالافاضل مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے سال 1338ھ کے اختتام اور نئے سال کی آمد پر ایک مضمون لکھا جس میں آپ نے نہایت بلیغ اور فکرانگیز اسلوب میں وقت کی حقیقت، اس کے تغیرات اور انسانی زندگی پر اس کے اثرات کو بیان فرمایا۔ آپ نے سالِ گزشتہ کے گزرنے کو محض دنوں اور مہینوں کی تبدیلی نہیں بلکہ ایک گہری معنوی حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے، جس میں انسان کے لیے نصیحت اور عبرت کے کئی پہلو پوشیدہ ہیں، چند کلمات ملاحظہ کیجیے:

سالِ گزشتہ کے تمام گورے کالے اندھیرے اجالے، نئے نئے روپ دکھانے والے اوقات منقضی ہوگئے (یعنی گزر گئے)۔ طرح طرح کے لیل و نہار، ایامِ خزاں اور موسمِ بہار اپنی اپنی شان و شوکت دکھا کر رخصت ہوئے۔ شام و سحر کے ظلمانی و نورانی پیکر اپنی اداؤں کے ساتھ گزر گئے، شب و روز کے سیاہ و سفید اَدوار کا دراز عرصہ نیلی پیلی آنکھیں دکھا کر چلتا بنا، عیش و راحت کے ایام، شادی و کامرانی کے دن، جشن و عشرت کی راتیں، چشم زدن میں تمام ہوگئیں۔ حسرت و ارمان کے اوقات، اختر شماری، انتظار کی ساعات، ہجر و فراق کی گھڑیاں جو کاٹے نہ کٹتی تھیں ان کا خاتمہ ہوگیا۔ رنج و غم کے کڑوے اور تلخ دن، مصائب و افکار کے سخت و ناگوار زمانے شدائد و تکالیف کے جاں سوز لمحے، بے کسی و بے بسی کے درد انگیز لحظے، اسیری و بیماری، رنجوری و بے چارگی کے مایوس کن ایام بھی آخر ہوئے۔ اوقات مہمانِ مستعجل کی طرح آئے اور چلے گئے۔ صبح کا سہانا سماں فرحت انگیزیاں کر کے روانہ ہوا تو چاشت نے اپنے عروج و ترقی کا دبدبہ دکھایا مگر وہ بھی نہ ٹھہر سکا۔ نصف النہار

(دوپہر) نے اپنی کمال کی روشنی و گرمی دکھائی اور رحلت کر گیا۔ پھر اعتدال کی طرف توجہ کی حرارت کم ہوئی، گرمی دھیمی پڑی لیکن وہ بھی باقی نہ رہ سکی۔ شام تاریکیوں کا لشکر لے کر آئی اور اس نے دن کی افواج پر غلبہ حاصل کیا ہی تھا کہ شبِ دیجور نے اپنی بھیانک اندھیری سے اس کو مغلوب کیا۔ سحر نے اس کا بھی گریبان چاک کیا۔

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃُ اللہِ علیہ نے تمام موسموں سرما، خزاں، بہار، گرما، برسات کے آنے اور بالآخر بے وفائی کر جانے یعنی رخصت ہو جانے کو بھی بڑے دلنشین جملوں اور محاورات و استعارات کے ساتھ بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ موسمِ سرما جاہ وجلال کے ساتھ آیا، سردی، لباس اور خوراک میں تبدیلی لایا مگر جلد رخصت ہو گیا۔ خزاں نے باغوں کی رونق چھین کر ویرانی پھیلائی، وہ بھی زیادہ دیر نہ ٹھہری۔ پھر بہار نے اجڑے چمن آباد کیے اور ہر طرف تازگی وخوشبو بکھیر دی، مگر یہ بھی عارضی ثابت ہوئی۔ گرمی نے شدت دکھائی، زمین کو تپایا اور لوگوں کو گھروں تک محدود کیا، پھر ختم ہو گئی۔ برسات نے بارش، سبزہ اور ٹھنڈک دی، مگر وہ بھی گزر گئی۔ یوں تمام موسم آتے جاتے رہے، ہمیں یاد دلاتے ہوئے کہ زندگی اور اس کے حالات سب عارضی ہیں۔

صدرالافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃُ اللہِ علیہ موسموں کی بے ثباتی، وقت کی بے وفائی اور لیل و نہار، شام و سحر کے آنے اور پھر چلے جانے کی جانب توجہ دلانے کے بعد نصیحت فرماتے ہیں کہ

یہ اوقات گئے لیکن تنہا نہ گئے، ہماری عمر کا ایک حصہ اپنے ساتھ لے گئے۔ ہماری حیات کا ایک جز و کم کر گئے۔ سال گزرنے پر دفاتر میں سال کی کارگزاریاں درج ہوتی ہیں۔ تجار اور زمین دار اپنی کتابیں اور بہیاں تبدیل کرتے ہیں اور پچھلے سال کے نفع نقصان کا حساب کرتے ہیں۔ اگر نفع نظر آتا ہے تو خوش ہوتے ہیں اور آئندہ اس سے زیادہ نفع حاصل کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں اور اس طرف اپنی توجہ پہلے سے زیادہ صرف کرتے ہیں۔ اگر نقصان معلوم ہوتا ہے تو رنجیدہ ہوتے ہیں، اور اس کی تلافی کی فکروں میں سرگرم اور مستعد ہو جاتے ہیں۔

سال ہم سے رخصت ہو رہا ہے۔ ہمیں بھی حساب کرنا ہے کہ ہم نے متاعِ زندگی کو کس جنس سے بدلا اور ہم کو اس تجارت میں نفع ہوا یا ٹوٹا (یعنی نقصان)، ہماری عمر کے کتنے اوقات طاعت و عبادت اور مرضیِ الٰہی میں صرف ہوئے؟ کتنے بیکار گئے؟ اگر ہم کو اس سال کے عرصہ میں اعمالِ صالحہ اور عبادات وطاعات کا کافی سرمایہ بہم پہنچا ہے تو ہم کو خوش ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر کر کے آئندہ اس سے زیادہ نفع حاصل کرنے اور اس دولت کو بڑھانے کی تدبیر کرنا چاہیے اور اگر بدقسمتی سے ہمارے اوقات کی پونجی بے کار ضائع ہوئی یا اس کا اکثر حصہ غفلت میں گزر کر لٹ گیا تو ہم کو رنجیدہ ہونا چاہیے اور سچے دل سے ندامت کے ساتھ آنسو بہاتے ہوئے توبہ کر کے آئندہ زندگی کو کامیاب بنانے اور طاعت وعبادت اور مرضیاتِ الٰہی میں صرف کرنے کی سرگرم سعی کرنا چاہیے اور دوسروں کی تجارت کے نفع پر نظر کر کے رشک کرنا اور اپنے آپ کو اعمالِ صالحہ کے لیے مستعد بنانا لازم ہے۔ ہم کو دیکھنا ہے اس طویل عرصہ میں خداوندِ عالم کی کتنی بے شمار نعمتیں ہم کو ملیں اور ہم نے ان کی قدر نہ کی۔ ہم کو جانچنا ہے کہ کتنے فرائض ہم سے ترک ہوئے۔ ہم کو غور کرنا ہے کہ ان کی ادا کی کیا سبیل ہے۔ ہم کو مستعد ہو کر جلد سے جلد اُن کو ادا کرنا اور آئندہ فرائض کی ادا میں سرگرم رہنا لازم ہے۔ (ملخص از: مقالات صدرالافاضل، ص212)

اسلامی تربیت کے مؤثر ذرائع

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جس میں فتنوں کا سیلاب ہر طرف اُمڈ آیا ہے۔ بد عملی بے راہ روی اور مختلف نظریات و افکار نے انسان کے ذہن و قلب پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ایسے پُر آشوب حالات میں اسلامی تربیت کی ضرورت نہ صرف برقرار ہے بلکہ پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ چکی ہے۔ یہ تربیت ہی وہ سرچشمہ ہے جو دلوں کو روشنی، ذہنوں کو بصیرت اور کردار کو پاکیزگی عطا کرتی ہے۔ ہمیں ایسے مؤثر ذرائع کو اختیار کرنا ہوگا جو ہمیں نہ صرف دین کی سچائی سے روشناس کروائیں بلکہ ہماری عملی زندگی کو بھی اللہ کی رضا کے سانچے میں ڈھال دیں۔ آیئے! چند ایسے اہم ذرائع ملاحظہ کیجیے جو اسلامی تربیت کے لیے نہایت مفید اور مؤثر ثابت ہوسکتے ہیں:

1 اسلامی تربیت میں مساجد کا کردار اسلامی تربیت میں مسجد کا کردار نہایت اہم اور بنیادی ہے۔ مساجد عبادت کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایک ایسا تربیتی مرکز ہیں جہاں مسلمان کی روحانی، اخلاقی، علمی اور سماجی تربیت ہوتی ہے۔ نماز، تلاوتِ قراٰن اور وعظ و نصیحت کے ذریعے انسان میں ایمان، تقویٰ اور اخوت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ مسجد میں باجماعت نماز سے اتحاد، مساوات اور نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ ہوتا ہے۔ عہدِ نبوی میں مسجد دینی تعلیم، مشاورت، عدل و انصاف اور فلاحی سرگرمیوں کا مرکز تھی، جہاں سے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو دین و دنیا کی راہنمائی ملی۔ آج بھی اگر مساجد اپنے اسی تربیتی کردار کو زندہ کریں تو معاشرے میں اخلاقی بیداری، دینی شعور اور اجتماعی ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔ الحمدُ للہ فی زمانہ دعوتِ اسلامی نے اس تربیتی ذریعے کو اپناتے ہوئے مسجد کو تربیت و اصلاحِ امت کا مرکز بنا کر مسلمانوں میں دین سے محبت پیدا کی ہے۔ روزانہ نمازِ فجر کے لیے مسلمانوں کو جگا کر مسجد میں لانا، نمازِ فجر کے بعد تفسیر سننے سنانے کا حلقہ لگا کر اس میں قراٰن فہمی کی تعلیم دینا، عموماً عشا کی نماز کے بعد مدرسۃ المدینہ بالغان میں قراٰنِ کریم پڑھنے پڑھانے کا اہتمام کرنا نیز مسجد درس میں فیضانِ سنت کے چند صفحات کے درس کا سلسلہ کرنا، اس کے علاوہ ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات و مدنی مذاکروں کے ذریعے تربیت کرنا یہ سب ایسے ذرائع ہیں جن کے ذریعے دعوتِ اسلامی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

نے مسجد کے کردار کو زندہ کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو نماز، علمِ دین اور سنتوں کی راہ پر گامزن کیا ہے۔

2 تربیتی کورسز اور دینی اجتماعات کا کردار اسلامی تربیت کے نہایت مؤثر اور بابرکت ذرائع میں سے درسِ قراٰن، سیرتِ مصطفیٰ کی کلاسز اور کورسز اور دینی اجتماعات ایسے تربیتی ذرائع ہیں جو انسان کے عقائد کو سنوارنے، اخلاق کو نکھارنے اور دینی شعور کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان میں صرف معلومات نہیں دی جاتیں بلکہ دلوں کی اصلاح، اعمال کی بہتری، اور زندگی کے مقصد کی یاد دہانی کروائی جاتی ہے۔ حقیقت میں یہ دینی اجتماعات اور تربیتی حلقے، عملی تربیت کے مراکز ہوتے ہیں، جہاں بیٹھنے والوں کو نہ صرف علم ملتا ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے تعلق مضبوط کرنے کا جذبہ بھی عطا ہوتا ہے۔ الحمدُ للہ دعوتِ اسلامی قراٰن و سنت کی روشنی کو عام کرنے کے لیے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کی اصلاح اور تربیت کر رہی ہے۔ یہ تحریک نماز و سنت، اخلاقیات اور اسلامی تعلیمات کی طرف راغب کرنے کے لیے مختلف مواقع پر تربیتی نشستوں کا اہتمام کرتی ہے، وقتاً فوقتاً مختلف شعبہ جات کے افراد کی تربیت کا سلسلہ ہوتا ہے اس کے علاوہ مدنی قافلے بھی سیکھنے سکھانے ایک مؤثر ذریعہ ہیں جس میں حلقے لگا کر شرکا کو وضو، غسل اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تربیت کی جاتی ہے۔ ہر ہفتے مدنی مذاکرے کے ذریعے بھی مختلف علمی عملی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے۔ تربیتی حلقے دعوتِ اسلامی کا اہم حصہ ہیں جن کے ذریعے شرکا کی اخلاقی، روحانی، اور عملی زندگی میں بہتری آتی ہے اور ایک دینی ماحول میسر آتا ہے جو اصلاحِ معاشرہ کے لیے نہایت مفید ہے۔

3 اسلامی تربیت میں مدرسہ اور استاد کا کردار مدرسہ اسلامی تربیت کا بنیادی مرکز اور امت کی فکری و اخلاقی بنیادوں کا محافظ ہے، اور اس میں استاد کا کردار ریڑھ کی ہڈی جیسی اہمیت رکھتا ہے۔ مدرسہ اسلامی تربیت کا وہ ادارہ ہے جہاں علمِ دین سکھایا جاتا ہے، عقیدہ، عبادات اور اخلاق کی اصلاح کی جاتی ہے، اور طلبہ کو قراٰن و حدیث کی روشنی میں ایک اچھا مسلمان اور نفع بخش شہری بننے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس ماحول میں استاد صرف معلم نہیں بلکہ مربی، راہنما اور کردار ساز ہوتا ہے جو اپنے عمل، گفتار اور اخلاق سے طلبہ کے دلوں میں ایمان، تقویٰ، خیر خواہی کے جذبات بیدار کرتا ہے۔ وہ نصاب کی تیاری، پڑھانے کے انداز، اور طلبہ کی صلاحیتوں کے مطابق راہنمائی کے ذریعے انہیں دین کے خادم اور امت کے رہبر بننے کے قابل بناتا ہے۔ یوں مدرسہ اور استاد مل کر اسلامی تربیت کے وہ مضبوط ستون ہیں جن پر امتِ مسلمہ کی دینی و اخلاقی تعمیر کا دار و مدار ہے۔

4 اسلامی تربیت اور والدین کا کردار والدین بھی اولاد کی اسلامی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، کیونکہ بچے کا پہلا مدرسہ اس کا گھر اور پہلے استاد اس کے والدین ہوتے ہیں۔ اگر والدین خود دین پر عمل کرنے والے، بااخلاق اور تربیت کے اسلامی اصولوں سے واقف ہوں گے تو ان کی اولاد بھی نیک، باعمل اور باادب بنتی ہے۔ افسوس کہ آج اکثر والدین دنیاوی معاملات میں تو سختی اور نگرانی کرتے ہیں، مگر دینی امور میں غفلت برتتے ہیں۔ جب اولاد نماز چھوڑتی، مدرسے سے غیر حاضر ہوتی، موبائل و سوشل میڈیا کے غلط استعمال میں مبتلا رہتی یا حرام و ناجائز کاموں میں پڑتی ہے تو اکثر والدین اس پر توجہ نہیں دیتے بلکہ لاڈ پیار اور نرمی کے نام پر انہیں مزید بگاڑ دیتے ہیں۔ نتیجتاً وہی اولاد جو شفقت اور راہنمائی کی مستحق تھی، بعد میں والدین کے لیے دکھ اور پشیمانی کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین اپنی اصلاح کے ساتھ اولاد کی دینی تربیت پر بھی بھرپور توجہ دیں، تاکہ وہ دنیا و آخرت دونوں میں کامیاب ہو سکے۔ تربیتِ اولاد کے بارے میں مزید معلومات

کے لیے مکتبۃ المدینہ کی کتاب ”تربیتِ اولاد“ اور رسالہ ”اولاد کے حُقوق“ کا مطالعہ کرنا انتہائی مفید ہے۔ماں باپ کی شان و عظمت سے آگاہی کے لیے امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کا رِسالہ ”سمندری گنبد“ کا مطالعہ کرنا بھی بے حد مفید ہوگا۔

5 سیرتِ نبوی کا مطالعہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زندگی اسلامی تربیت کا کامل نمونہ ہے، جو ہمیں زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپ کی سیرت ہمیں صبر، اخلاص، عدل، حسنِ سلوک، عفو و درگزر، اور توکل علی اللہ جیسی اعلیٰ اخلاقی صفات اپنانے کی تعلیم دیتی ہے۔جب طائف کے لوگوں نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پتھر برسائے تو آپ نے ان کے خلاف دعا کرنے کے بجائے ان کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی، جو صبر اور برداشت کی بہترین مثال ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر عمل میں اخلاص کو بنیاد بنایا اور عدل و انصاف کے معاملے میں کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، یہاں تک کہ فرمایا:”اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دوں گا۔“ مکہ فتح ہونے کے موقع پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے جانی دشمنوں کو بھی معاف کرکے عفوودرگزر کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی اور حسنِ سلوک سے پیش آنا آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا امتیازی وصف تھا، جبکہ غارِ ثور میں دشمنوں کے قریب پہنچنے پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان:”غم نہ کرو، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“ توکل علی اللہ کا حسین نمونہ ہے۔ یوں سیرتِ نبوی دراصل ایک جامع عملی تربیت گاہ ہے، جس سے ہر مسلمان اپنی ذاتی، خاندانی اور معاشرتی زندگی کے لیے روشنی حاصل کر سکتا ہے۔

6 میڈیا اور تعلیم کا درست استعمال دورِ حاضر میں میڈیا ایک مؤثر اور طاقتور ذریعہ ہے، جس کے مثبت استعمال سے دینی تربیت، اسلامی شعور، اور اخلاقی بیداری کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ اگر میڈیا کو درست سمت میں استعمال کیا جائے تو یہ اسلام کی تعلیمات عام کرنے، نیکی کی دعوت عام کرنے اور لوگوں کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا بہترین وسیلہ بن سکتا ہے۔ دینی لیکچرز، قراٰن و سیرت کورسز، اور اخلاقی ویڈیوز کے ذریعے ہر عمر کے افراد آسانی سے دینی راہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ یاد رکھیے! انٹرنیٹ ایک چُھری کی مانند ہے اس کا صحیح استعمال فائدہ مند جبکہ غلط استعمال تباہ کن ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں آج فحش مواد اور بے ہودہ ویڈیوز نے نوجوان نسل کے اخلاق کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم خود بھی انٹرنیٹ کا درست استعمال سیکھیں اور اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں۔ اس حوالے سے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net ایک بہترین، مثبت اور مفید پلیٹ فارم ہے، جہاں قراٰن، حدیث، سیرت، فقہ، مدنی مذاکرے، نعت، بیانات، اور اسلامی کتب و رسائل مختلف زبانوں میں مفت دستیاب ہیں۔ یہاں سے علم دین حاصل کرکے ہم نہ صرف اپنا وقت قیمتی بنا سکتے ہیں بلکہ دوسروں کی بھی اصلاح کر سکتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں ان سہولیات کا درست استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

یاد رکھیے! آج اگر ہم اپنے بکھرے ہوئے اخلاق، کمزور ایمان اور اجتماعی بگاڑ کو درست کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلامی نظامِ تربیت سے وابستہ ہونا ہوگا۔ مساجد کو عبادت کے ساتھ تربیت کے مراکز بنانا، مدارس کو علم و عمل کا گہوارہ بنانا، والدین کو اپنی اولاد کی دینی پرورش میں فعال بنانا، اور میڈیا کو خیر و اصلاح کا ذریعہ بنانا۔ یہی وہ راستہ ہے جو فرد کی اصلاح سے قوم کی فلاح تک لے جاتا ہے۔ جب ہر مسلمان اپنے کردار، فکر اور عمل کو قراٰن و سنت کے سانچے میں ڈھال لے گا تو ان شآءَ اللہ ایک ایسا صالح، منظم اور پرامن معاشرہ وجود میں آئے گا جو دنیا میں دینِ اسلام کا حقیقی نمونہ بن کر چمکے گا اور آخرت میں اللہ کی رضا و جنت کی کامیابی حاصل کرے گا۔

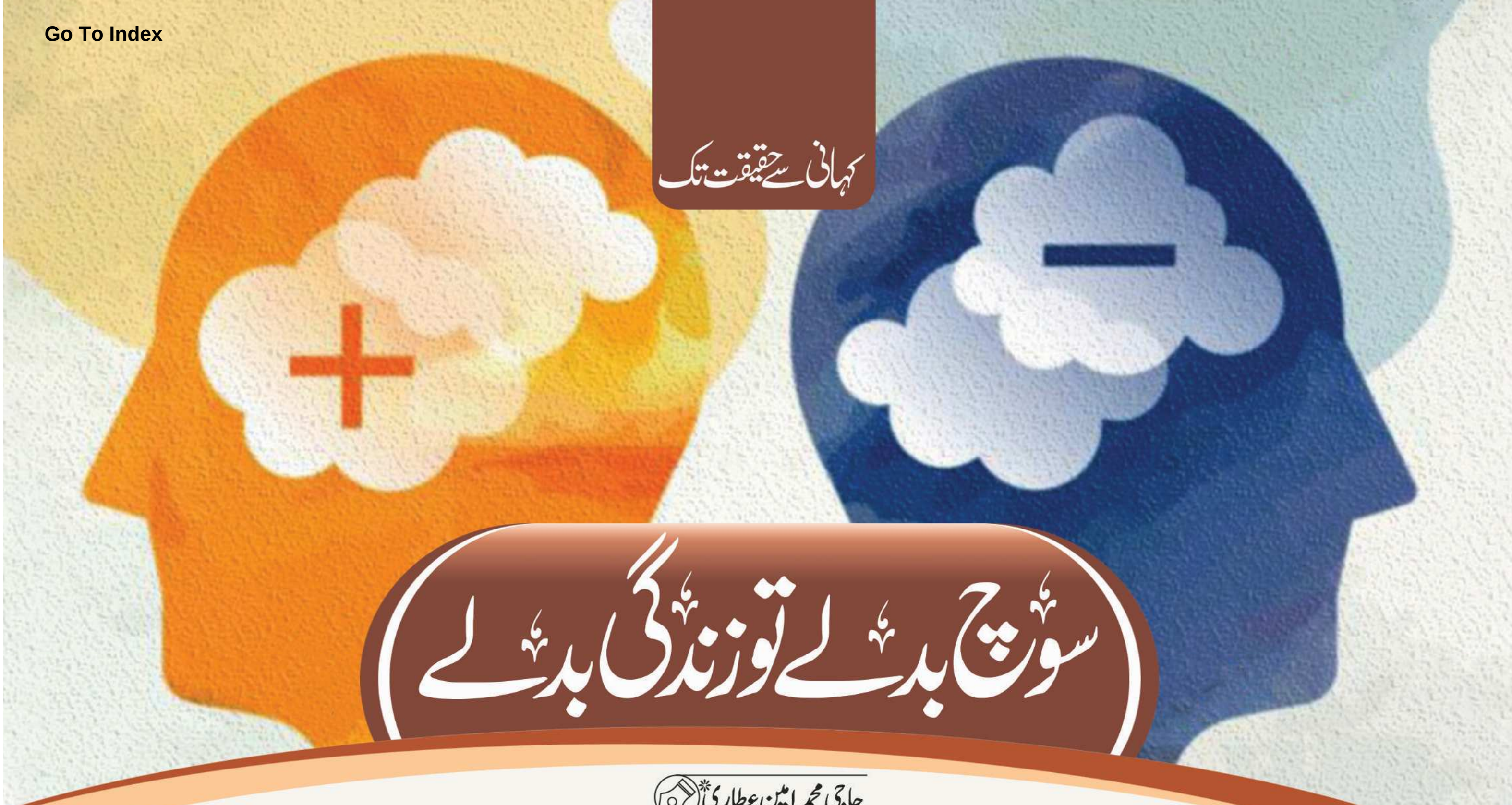

سوچ بدلے تو زندگی بدلے

حاجی محمد امین عطاری*

ایک 55 سالہ شخص ڈِپریشن کا شکار تھا۔ اُس کا جوان بیٹا اپنے والد کو لے کر ایک ڈاکٹر کے کلینک میں آیا۔ ڈاکٹر صاحب اس وقت کسی اور مریض کا چیک اپ کر رہے تھے۔ پہلا مریض گیا تو نوجوان نے آہستگی سے کہا: ”ڈاکٹر صاحب! میرے والد صاحب آج کل بہت پریشان اور فکر مند رہنے لگے ہیں۔ آپ ان کا کچھ علاج کریں۔“ ڈاکٹر صاحب نے مسکرا کر کہا: آپ تھوڑی دیر کے لیے باہر بیٹھ جائیں، میں اِن سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ بیٹا باہر چلا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بزرگ سے پوچھا: آپ کیسے ہیں؟ اور آپ کو کیا پریشانی ہے؟ اُس بزرگ نے ایک گہری سانس لی اور بولے: ڈاکٹر صاحب! میں بہت تھک چکا ہوں۔ زندگی کے بوجھ نے مجھے توڑ کر رکھ دیا ہے۔ نوکری کا دباؤ، بچوں کی تعلیم، مکان کا کرایہ، گھر کے اخراجات، بیٹیوں کی شادی... سب کچھ سر پر ہے۔ میرے بچے اور دوست مجھے نفسیاتی مریض سمجھنے لگے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں یہ سب سوچ کر بہت پریشان رہتا ہوں کہ زندگی کے یہ مسائل کب اور کیسے حل ہوں گے۔“ ڈاکٹر صاحب خاموشی سے سنتے رہے پھر مسکرا کر بولے: آپ بالکل ٹھیک ہیں، اللہ کا شکر ہے آپ کو کوئی بڑی بیماری نہیں ہے۔

اچھا یہ بتائیے، آپ نے میٹرک کہاں سے کی تھی؟ وہ بزرگ حیران ہو کر بولے: میٹرک؟ جی وہ فلاں گورنمنٹ اسکول سے۔ ڈاکٹر صاحب بولے: تو پھر ایک کام کریں۔ اپنے اسکول کے دوستوں کے نام یاد کریں، اُن سے ملاقات کریں، اُن کے حالات جانیں اور جو کچھ دیکھیں، وہ ایک ڈائری میں لکھیں۔ اور ایک مہینے بعد مجھے دوبارہ چیک اپ کروائیے گا۔

اس بزرگ نے کلینک سے باہر نکلتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا: عجیب ڈاکٹر ہے یار! میں اپنی بیماری بتا رہا ہوں اور یہ دوستوں سے ملاقات کا کہہ رہا ہے۔ خیر، دیکھتے ہیں۔ اگلے دن انہوں نے بیٹے کے ساتھ اپنے پرانے دوستوں سے ملاقات کی۔۔۔ کچھ ہنستے مسکراتے ملے، کچھ بیمار تھے، کچھ معذور، کچھ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور کچھ دوستوں کی غربت، تنہائی اور دکھ دیکھے۔ یہ سب دیکھتے گئے، اور ایک ایک احساس کو ڈائری میں نوٹ کرتے گئے۔ ایک مہینے بعد وہ پھر ڈاکٹر کے پاس آئے۔

* رکنِ مرکزی مجلسِ شوریٰ دعوتِ اسلامی

Go To Index

ڈاکٹر صاحب نے مسکرا کر پوچھا: اب کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ اُس بزرگ کی آنکھوں میں نمی آگئی۔ ڈائری آگے بڑھاتے ہوئے بولے: ڈاکٹر صاحب، جیسا آپ نے کہا تھا، میں نے سب لکھا ہے۔ میرے کچھ دوست دنیا میں نہیں رہے، کچھ بیمار ہیں، کچھ تنہا ہیں، کچھ معذور ہیں اور کچھ غربت میں جی رہے ہیں۔ اور میں نے سوچا... میں کتنا خوش نصیب ہوں! میرے بچے سلامت ہیں، میرا گھر آباد ہے، کوئی جھگڑا نہیں، کوئی مقدمہ نہیں، میں اپنے رب کا شکر گزار ہوں۔

کہانی سے حاصل ہونے والے نکات

موجودہ دور میں ذہنی دباؤ اور ڈپریشن ایک عام مسئلہ بن چکا ہے۔ ہر شخص کسی نہ کسی فکر، پریشانی یا مقابلے کی دوڑ میں اُلجھا ہوا ہے۔ بظاہر خوشحال نظر آنے والے افراد بھی اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ ایسے ماحول میں انسان کو اپنی زندگی کو مثبت انداز میں دیکھنے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو پہچاننے کی اشد ضرورت ہے۔ زیرِ نظر واقعہ بھی ہمیں یہی سبق دیتا ہے کہ اصل خوشی مسائل کے ختم ہونے میں نہیں بلکہ سوچ کے بدلنے میں ہے۔

دنیا دکھوں سے بھری ہے، مگر ہم بہت سے دکھوں سے محفوظ ہیں۔ جب ہم دوسروں کے دکھ دیکھتے ہیں تب ہمیں اپنی زندگی میں حاصل ہونے والی نعمتیں محسوس ہوتی ہیں۔ دوسروں کی پلیٹ میں جھانکنے کی عادت چھوڑیں، اپنی پلیٹ کا کھانا پیار اور شکر سے قبول کریں۔ دوسروں سے موازنہ (Comparison) مت کریں، کیونکہ خوشی موازنہ کرنے میں نہیں بلکہ قناعت اور شکر میں ہے۔

شکر گزاری اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نہایت عظیم نعمتوں میں سے ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کے دل کو سکون، زبان کو نرمی اور زندگی کو اطمینان بخشتی ہے۔ شکر گزاری انسان کو ناشکری، بے صبری اور مایوسی جیسے منفی جذبات سے بچاتی ہے اور اس کے دل میں امید، قناعت اور رضا پیدا کرتی ہے۔

شکر گزاری کی اہمیت کو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک فرمان سے سمجھیے، چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے: اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جسے چار چیزیں مل گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی مل گئی، (1) شکر کرنے والا دل (2) ذکر کرنے والی زبان (3) آزمائش پر صبر کرنے والا بدن (4) اپنے آپ اور شوہر کے مال میں خیانت نہ کرنے والی بیوی۔

(معجم اوسط، 5/244، حدیث: 7212)

ساری دنیا مل گئی

اسی طرح اپنے بدن اور اہل و عیال کا عافیت میں ہونا بھی بہت بڑی نعمت ہے چنانچہ حضرت عبید اللہ بن مِحْصَن انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح اس حال میں کرے کہ وہ اپنے اور اہل و عیال کے بارے میں بے خوف ہو، جسمانی طور پر عافیت میں ہو، ایک دن کا کھانا بھی اُس کے پاس ہو تو گویا اس کے لیے دنیا پوری کی پوری جمع کر دی گئی۔

(ابن ماجہ، 4/443، حدیث: 4141)

صحت کی اہمیت

جسمانی صحت اس وقت آدمی کو نظر آتی ہے جب وہ بیمار ہوتا ہے، جیسا کہ مشہور مقولہ ہے: صحت و تندرستی صحت مند لوگوں کے سر کا تاج ہے، مگر اسے صرف بیمار لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں۔

زندگی میں خوشی کا دار و مدار حالات پر نہیں بلکہ ہمارے رویّے پر ہوتا ہے۔ اگر ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھیں تو دل مطمئن رہتا ہے، اور اگر ہم صرف محرومیوں پر نظر رکھیں تو بے چینی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہم روزانہ کچھ وقت نکال کر اپنی زندگی کی نعمتوں پر غور کریں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

خوفِ خدا

میں رونے والی آنکھ کا اجر و ثواب

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا شہزاد یونس عطاری مَدَنی*

خشیتِ الٰہی یعنی اللہ ربُّ العزّت کی ہیبت اور اس کی عظمت کے احساس اور خوف سے رونا، گڑگڑانا اور ندامت کے چند آنسو بہانا، اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک نہایت پسندیدہ عمل اور بلند پایہ سعادت ہے۔ ہمارے پیارے پیارے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم، صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور بُزُرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم اللہ پاک کے خوف سے رویا کرتے اور آنسو بہایا کرتے تھے، یقیناً اللہ کے خوف سے بہنے والا ایک چھوٹا سا آنسو بھی ہماری بخشش کا سبب بن سکتا ہے۔

آیئے! خوفِ خدائے پاک میں رونے اور آنسو بہانے کے فضائل پر مشتمل احادیثِ مبارکہ پڑھیے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرکے نیک اعمال کی طرف لگ جایئے، چنانچہ

مکھی کے سر کے برابر آنسو کی فضیلت

حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جس مومن بندے کی آنکھوں سے اللہ پاک کے خوف کے سبب مکّھی کے سَر کے برابر بھی آنسو نکل کر اس کے چہرے تک پہنچ جائے تو اللہ پاک اس پر دوزخ کی آگ کو حرام فرمادیتا ہے۔[1]

چہرے سے مراد وہ حصّہ ہے جو تمہارے سامنے ہو اور دکھائی دے۔ حدیث شریف کے الفاظ: ”اللہ پاک اس پر دوزخ کی آگ کو حرام فرمادیتا ہے“ یعنی اس مومن بندے کو یا اس کے چہرے کو یا چہرے کی سطح کو یا اس جگہ کو جسے آنسو لگ جائیں۔ اللہ کریم کی رَحمت سے ان تمام صورتوں میں سب سے زیادہ اُمّید اَفزا پہلی صورت (یعنی پورے بندے کا جہنّم پر حرام ہونا) ہے۔ اور آگ پر حرام ہونے سے مراد آگ کا اسے جلانے سے رک جانا ہے۔[2]

اللہ کریم کے ذکر پر بہنے والے آنسو

حضرت سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ پاک کو یاد کرے اور اللہ پاک کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑیں یہاں تک کہ وہ آنسو زمین پر جا گریں تو اللہ پاک قِیامت کے دن اسے عذاب نہ دے گا۔[3]

جس شخص کے آنسو خوفِ الٰہی کے سبب اتنی کثرت سے بہیں کہ زمین پر گر جائیں تو اسے عذاب نہیں دیا جائے گا، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے علّامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں فرماتا، جو دنیا میں اللہ پاک سے ڈرے، اللہ پاک اسے آخرت میں بے خوف کر دے گا، اور وہ آخرت میں اَمن پانے والوں میں سے ہوگا۔[4]

ایک رونے والے کی برکت سے تمام کی بخشش

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم ہے: جس بندے کی آنکھیں اللہ پاک کے خوف کے سبب آنسوؤں سے بھر گئیں، اللہ پاک

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

Go To Index

اس کے جسم کو جہنّم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے، اگر وہ آنسو بہہ کر اس کے گالوں پر آ جائیں تو اس کے چہرے پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلّت و رسوائی، ہر نیک عمل کا ایک ثواب ہے مگر آنسوں، یہ آگ کے سمندروں کو بجھا دیتے ہیں اور اگر کسی اُمّت کا ایک بندہ بھی خوفِ خدا سے رو پڑے تو اللہ پاک اس ایک شخص کے رونے کی برکت سے اس پوری اُمّت کو نجات عطا فرما دیتا ہے۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! تنہائی میں خوفِ خدا کے سبب بہنے والا ایک آنسو نہ صرف ہماری نَجات کا ذریعہ بن سکتا ہے، بلکہ اس کی بَرکت سے دوسروں پر بھی رحمتِ الٰہی کا سایہ ہو سکتا ہے۔

اللہ پاک کے خوف سے رونا بخشش کا سبب ہے

ایک حدیث شریف میں ہے: اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک کے خوف سے روئے، اس کی بخشش کر دی جائے گی۔[6]

الحمدُ للہ! واقعی خوش نصیب ہے وہ شخص جو اپنے گناہوں پر روتا ہے، کیونکہ اس کا دل زندہ ہے، اس کا ضمیر بیدار ہے۔ سخت دل انسان کبھی نہیں روتا، لیکن نرم دل بندہ اللہ کریم کے سامنے اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے روتا ہے۔ یہ رونا اللہ کریم کی رحمت پانے کا سبب ہے اور بندے کو اس کے رب کے قریب کر دیتا ہے۔

اے اللہ پاک! ہمیں خشوع والے دل عطا فرما، تیرے خوف سے رونے والی آنکھیں عطا فرما، اور ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔ اٰمین بجاہِ خاتم النبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ابن ماجہ، 4/467، حدیث: 4197 (2) مصباح الزجاجۃ حاشیہ ابن ماجہ، 4/467، تحت الحدیث: 4197 ملخصاً (3) مستدرک، 7/369، حدیث: 7742 (4) التیسیر، 2/417 (5) جمع الجوامع، 6/267، حدیث: 19041 (6) جمع الجوامع، 7/124، حدیث: 21583۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2026ء کے سلسلہ ”جواب دیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ وسیم عطّاریہ (ساہیوال)، محمد میلاد رضا (اٹک)، رمضان علی بھٹی (سیالکوٹ)۔ اِنہیں مدنی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

درست جوابات 1 حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ 2 دس ہزار۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

❁ بنتِ ایوب (کراچی) ❁ محمد سعید (واہ کینٹ) ❁ ارحم جاوید (ٹوبہ ٹیک سنگھ) ❁ بنتِ محمد عارف (گجرات) ❁ بنتِ اصغر (صادق آباد) ❁ بنتِ سرفراز احمد (گوجرانوالہ) ❁ اکرم شاہ عطّاری (کراچی) ❁ عیسیٰ خان (سرگودھا) ❁ بنتِ محمود عطّاریہ مدنیہ (فیصل آباد) ❁ ارشاد حسین (بھکر) ❁ بنتِ ذوالفقار علی (حاصلپور) ❁ بنتِ شہزاد (کراچی)۔

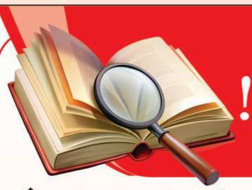

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2026ء کے سلسلہ ”جملے تلاش کیجئے“ میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: عبد اللہ (جوہر آباد، ضلع خوشاب)، بنتِ محمد ارشد (نواب شاہ) بنتِ ساجد عطّاریہ (جھنگ)۔

درست جوابات 1 سچ کی برکت، ص 52 2 چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی، ص 54 3 حروف ملایئے، ص 54 4 تیز آندھی والی جنگ، ص 55 5 بچوں کو نظر انداز مت کیجیے، ص 59۔

درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام

❁ بنتِ کاشف (کراچی) ❁ محمد فیاض عطّاری (گوجرانوالہ) ❁ عبید رضا عطّاری (فیصل آباد) ❁ بنتِ محمد امین (پاکپتن) ❁ بنتِ سلیم عطّاریہ (مریدکے، شیخوپورہ) ❁ بنتِ عمران (کراچی) ❁ بنتِ محمد عابد (لاہور) ❁ بنتِ جاوید (لالہ موسیٰ) ❁ بنتِ محمد ریاض عطّاریہ (نارووال) ❁ بنتِ نذیر احمد (پاکپتن) ❁ سفیان (قصور) ❁ شعیب (ملتان)۔

اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 دکان تیار نہ ہونے کے باوجود بلڈر سے دکان کا کرایہ لینا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں نے پلازہ میں اپنے لئے ایک دکان بک کی تھی اور میں پیمنٹ بھی کرچکا ہوں۔ اب معاہدے کے مطابق دکان پر قبضہ دینے کا وقت آیا تو ابھی تک دکان نہیں بنی، تھوڑا بہت کام ہوا ہے لیکن بالکل بھی قابل استعمال نہیں جس کی وجہ سے قبضہ نہیں ملا، بلڈر کو قبضہ دینے کا کہا اور اس پر زور ڈالا تو وہ کہہ رہا ہے کہ جب تک دکان کا قبضہ نہیں مل جاتا ہر ماہ مارکیٹ ریٹ کے حساب سے مجھ سے کرایہ لیتے رہو۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب تک وہ مجھے دکان بنا کر قبضہ نہ دے دے کیا میں اس وقت تک کرایہ کی مد میں بلڈر سے پیسے لے سکتا ہوں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں بلڈر سے، وقت پر دکان بنا کر نہ دینے کی وجہ سے، کرایہ کے نام پر پیسے لینا جائز نہیں۔ نہ ہی یہاں کرایہ کی کوئی گنجائش ہے کیونکہ کرایہ کسی چیز کے استعمال کرنے پر ہوتا ہے یہاں تو نہ مذکورہ دکان اس قابل ہے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے نہ ہی یہ بلڈر کا مقصود ہے۔ کسی بھی مالی آمدنی کے لئے شرعی سبب پایا جانا ضروری ہے جبکہ یہاں کرایہ کے نام پر رقم لینا شرعی سبب نہیں ہے۔

تفصیلِ مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں رشوت کا پہلو پایا جارہا ہے کیونکہ بلڈر کو وقت پر خریدار کے قبضہ میں دکان دینا لازم تھا، اب بلڈر کسی وجہ سے دکان پر قبضہ نہیں دے سکا تو ایسی صورت میں بلڈر کا خریدار کو کرایہ کے نام پر رقم لینے کی آفر کرنا اپنی عزت بچانے کی خاطر ہے تاکہ مارکیٹ میں خود اس بلڈر کی اور اس کے پروجیکٹس کی ویلیو برقرار رہے، اور یہی رشوت ہے لہٰذا پوچھی گئی صورت میں مذکورہ رقم کا لین دین کرنا، ناجائز و حرام اور باطل طریقے سے کسی مسلمان کا مال کھانا ہے۔

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب بلڈر اپنے طور پر یہ آفر کرے لیکن اگر بلڈر خود سے آفر نہیں کرتا بلکہ خریدار کی طرف سے مذکورہ رقم لینے کا مطالبہ ہے تو پھر یہ تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ ہے، اس طرح کہ بلڈر کی طرف سے وقت پر دکان کا قبضہ نہیں دیا گیا جس کی وجہ سے خریدار بلڈر سے کرایہ کا مطالبہ کررہا ہے، اور تعزیر بالمال یعنی مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے۔

ہاں اتنا ضرور ہے کہ بلڈر پر دکان کا قبضہ دینا شرعاً لازم تھا بلاوجہ شرعی اس طرح کرتا ہے تو ایسا کرنا درست نہیں۔ اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کرتا ہے تو بلڈر کو مہلت دی جائے گی۔

تنبیہ: یہ تو فقہی احتمالات کی روشنی میں جواب تھا لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ اس طرح کی اسکیم فراڈیے بلڈر لگاتے ہیں جو کچھ ماہ

*محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نورالعرفان، کھارادر کراچی

Go To Index

کرایہ دینے کے بعد فرار ہو جاتے ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 مردہ ہرن سے نکلی ہوئی مشک بیچنا اور استعمال کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مردار ہرن سے نکلنے والی مشک کی خرید و فروخت کرنا اور اس کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: مردار ہرن سے نکلنے والی مشک کا استعمال اور اس کی خرید و فروخت کرنا شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ بیع اسی چیز کی جائز ہوتی ہے جس سے نفع اٹھانا حلال ہو۔ خنزیر کے علاوہ مردار جانور کی وہ چیزیں جن میں خون سرایت نہ کرے، ان کے استعمال اور خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہوتا، جیسے مردار جانور کا پٹھا، بال، سینگ اور ہڈی وغیرہ؛ کیونکہ ان اعضاء میں زندگی نہیں ہوتی، لہٰذا ان کا استعمال اور خرید و فروخت کرنا شرعاً جائز ہے۔

اس اصول کے مطابق مردار ہرن سے نکلنے والی مشک اگرچہ اصل کے اعتبار سے نجس خون تھی، لیکن جب وہ اپنی ماہیت بدل کر خوشبو بن گئی اور تھیلی جیسی کیفیت اختیار کرلی، جس میں خون سرایت نہیں کرتا، تو وہ پاک ہوگئی۔ اب اس مشک کا استعمال کرنا اور خرید و فروخت کرنا، جائز ہے اگرچہ مردار سے حاصل کی گئی ہو۔

مراقی الفلاح میں ہے: "(ونافجة المسك طاهرة) مطلقا۔۔۔ (كالمسك) للاتفاق على طهارته" ترجمہ: ہرن کی تھیلی مطلقاً پاک ہے جیسا کہ مشک کیونکہ اس کی طہارت پر اتفاق ہے۔

اس کے تحت حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: "وقوله مطلقا يفسره بانها سواء كانت من ذكية، او ميتة، او انفصلت من حية" ترجمہ: مصنف کا مطلقاً فرمانا اس بات کی تفسیر یہ ہے کہ چاہے وہ مشک ذبح کیے گئے ہرن سے لی گئی ہو، یا مردہ ہرن سے، یا زندہ ہرن سے جدا ہوئی ہو۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص170)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 بجلی کا کنڈا لگانا یا اس کی مرمت کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں الیکٹرک کے کام سے وابستہ ہوں اور بعض اوقات مجھے عوام کی طرف سے غیر قانونی بجلی کے کنڈے لگانے یا پہلے سے لگے ہوئے کنڈوں کی مرمت کرنے کا کہا جاتا ہے۔ کیا میرے لیے غیر قانونی بجلی کا کنڈا لگانا یا اس کی مرمت کرنا، جائز ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: کُنڈے لگا کر بجلی استعمال کرنا غیر قانونی اور شرعاً ناجائز عمل ہے اور اس ناجائز کام پر معاون و مددگار بننا بھی جائز نہیں۔ قرآن و حدیث میں واضح طور پر ہمیں ناجائز کاموں پر ایک دوسرے کی معاونت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں آپ کا بجلی کے کُنڈے لگانا بلاشبہ ایک ناجائز کام میں معاون و مددگار بننا ہے جو کہ جائز نہیں اور اس پر حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال نہیں ہوگی۔

گناہوں کے کاموں پر ایک دوسرے کی معاونت کرنے کی ممانعت سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾ ترجمہ: اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔ (پ6، المآئدۃ: 2)

چوری کی بجلی سے متعلق فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: "چوری سے بجلی جلانا منع ہے کہ اس میں حکومت کو دھوکا دینا اور اس کے قانون کو توڑنا ہے۔ اپنے کو اہانت کے لیے پیش کرنا، اپنی عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ اور عزت کی حفاظت کرنا ذلت و رسوائی سے بچنا ضروری ہے۔" (فتاویٰ فقیہ ملت، 1/192)

فتاویٰ بریلی شریف میں ہے: "چوری سے بجلی چلانا جائز نہیں ہے اور دیانت داری کے بھی خلاف ہے۔" (فتاویٰ بریلی، ص104)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

گورنروں کے تقرّر میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی ترجیحات

مولانا بلال حسین عطّاری مَدَنی*

اسلامی تاریخ کے روشن ابواب میں خُلفائے راشدین کا دَورِ حکومت ایک منفرد اور بے مثال مقام رکھتا ہے۔ اس دَور میں حکومت کا مقصد محض سیاسی اقتِدار نہیں بلکہ توحید و رسالت کا پرچار، عدل و انصاف کا قیام اور اعلیٰ اخلاق سے دنیا کو روشناس کرانا تھا۔ خلیفۂ رسول اللہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدّیق رضی اللہُ عنہ کے مبارک دَور میں فتوحات کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا، امیرُ المومنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے عہدِ خلافت میں بھی بڑی شان و شوکت کے ساتھ جاری رہا۔

امیرُ المومنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی سب سے نمایاں خُصوصیّت یہ تھی کہ انہوں نے نہ صرف وسیع سلطنت قائم کی بلکہ اس سلطنت کو منظّم رکھنے کے لیے ایک مربوط اور مؤثّر انتظامی نظام بھی وضع کیا۔ فقہا اور مؤرّخین نے اس نِظام کو اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا منظّم انتظامی ڈھانچہ قرار دیا ہے۔

آپ رضی اللہُ عنہ نے اِس نظام کے قیام و بقا کے لیے سلطنت کے مختلف علاقوں میں گورنر اور ذمّہ دار مقرّر کیے۔ لیکن ان تقرّرات میں ذاتی رشتہ داری یا قربت کو معیار نہیں بنایا بلکہ اہلیت، امانت داری اور فراست کو بنیاد بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے دَور میں مقرّر کیے گئے گورنر اپنی ذمہ داریوں میں مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے۔

منصب دینے کے لیے مطلوب چار بنیادی خصلتیں

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عمران رحمۃُ اللہِ علیہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا: اِس منصب اقتدار کے لائق صرف وہی شخص ہے جس میں یہ چار خصلتیں پائی جائیں: 1 نَرمی ہو لیکن ایسی نَرمی بھی نہیں جو کمزوری پر مشتمل ہو، 2 سختی ہو مگر ایسی نہیں کہ جس میں شدّت ہو، 3 کفایت شعار ہو لیکن ایسا نہیں کہ اس میں بخل ہو، 4 لحاظ کرنے والا ہو لیکن ایسا نہیں کہ حد سے تجاوز کر جائے۔ کیونکہ اِن میں سے ایک بھی صِفت ختم ہو گی تو بقیہ تینوں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔(1)

آپ کا ایک اور فرمان ہے کہ ”اللہ کے اَمر یعنی سلطنت کے معاملے کو صرف وہی شخص درست طریقے سے چلا سکتا ہے جو نہ تو ریاکاری کرتا ہو، نہ ہی تَساہُل یعنی سستی و بلاوجہ نرمی سے کام لیتا ہو،

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

Go To Index

نہ ہی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والا ہو۔“[2]

اس فرمان میں تین ایسی خامیوں کا ذِکر ہے جو کسی بھی منصب والے کو ناکام بنا دیتی ہیں:

ریاکاری: جب اَہلِ منصب اپنے کام دکھاوے کے لیے کرنے لگیں تو حقیقی انصاف مفقود ہو جاتا ہے۔ ریاکار ظاہر میں عمل کرتا ہے مگر باطن میں خودغرض ہوتا ہے، اس لیے اس کے اعمال سے رعایا کو حقیقی فائدہ نہیں پہنچتا۔

تساہُل اور سستی: ذمّہ داری سے غفلت اور اُمورِ مملکت میں سستی ایک عظیم گُناہ ہے۔ جب اَہلِ منصب کام کی بجائے آرام کو ترجیح دے تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور رعایا ظلم کی چکّی میں پستی رہتی ہے۔

خواہشاتِ نفس کی پیروی: جب اقتدار کا مقصد ذاتی خواہشات کی تکمیل بن جائے تو منصب ظلم میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے اپنی پوری زندگی نفس کو قابو میں رکھ کر گُزاری اور یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔

گورنروں کے تقرر کی شرائط

طاقت و قوّت: سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ جب بھی کسی کو کوئی عہدہ دیتے تو اس بات کو ضَرور پیشِ نظر رکھتے کہ وہ قوّت و طاقت کے اعتبار سے بھی کوئی صلاحیت رکھتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ کو ایسا کوئی شخص مل جاتا تو آپ اُسے ترجیح دیا کرتے تھے۔

اس ضمن میں ایک تاریخی واقعہ بہت مشہور ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے حضرت شُرَحْبیل بن حَسَنہ رضی اللہُ عنہ کو معزول کرکے حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن قَیس رضی اللہُ عنہ کو ذمّہ دار بنایا۔ جب حضرت شُرَحْبیل بن حَسَنہ نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اِنَّكَ لَكُمَا اُحِبُّ وَلٰكِنِّیْ اُرِیْدُ رَجُلاً اَقْوٰی مِنْ رَجُلٍ یعنی بے شک میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں لیکن میں تم سے زیادہ طاقتور شخص چاہتا ہوں۔“

پھر جب شُرَحْبیل بن حَسَنہ نے عوام کے سامنے وضاحت کی درخواست کی تو آپ نے اعلان فرمایا: ”اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ وَاللہِ مَا عَزَلْتُ شُرَحْبِیْلَ عَنْ سُخْطَةٍ وَلٰكِنِّیْ اَرَدْتُّ رَجُلًا اَقْوٰی مِنْ رَجُلٍ“ ترجمہ: اے لوگو! اللہ کی قسم! میں نے شُرَحْبیل بن حَسَنہ کو کسی ناراضی کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ میں ان سے زیادہ طاقت والا شخص چاہتا ہوں۔[3]

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے نزدیک تقرّر کا معیار ذاتی تعلّق یا محبّت نہیں بلکہ اہلیت اور قوّت ہے۔ اس کے ساتھ آپ نے معزول ہونے والے کی عزّتِ نفس کا بھی خیال رکھا اور عوام کے سامنے وضاحت کی تاکہ اس کا وقار مجروح نہ ہو۔

امانت داری: امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کسی بھی عہدے کی تقرّری میں امانت داری کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ کے نزدیک اس عہدے اور ذمّہ داری کے لائق ہی وہ شخص تھا جو امانت دار ہو۔ حضرت سیّدُنا حسن رحمۃُ اللہِ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا: ”اَلرَّعِیَّةُ مُؤَدِّیَةٌ اِلَی الْاِمَامِ مَا اَدَّی الْاِمَامُ اِلَی اللہِ فَاِذَا رَتَعَ الْاِمَامُ رَتَعُوْا یعنی رعایا اس وقت تک اپنے امام یعنی حاکم سے امانت داری کرے گی جب تک وہ اللہ سے امانت داری کرے گا، جب وہ اللہ سے امانت داری کرنا چھوڑ دے گا تو رعایا اس سے امانت داری چھوڑ دے گی۔“[4]

آج کے دَور میں بھی اگر ہم دیکھیں تو جن معاشروں میں اہلِ منصب دیانت دار ہوتے ہیں، وہاں کے شہری بھی قوانین کی پابندی کرتے ہیں۔ اور جہاں اوپر سے کرپشن اور بددیانتی ہو، وہاں معاشرے میں بھی بدنظمی اور بے ایمانی پھیلتی ہے۔

آپ رضی اللہُ عنہ نے مزید ارشاد فرمایا: مجھ سے میری امانت اور عہدے کے بارے میں پوچھا جائے گا، میں اپنی امانت کو کسی ایسے شخص کے سپرد نہ کروں گا جو اس کا اہل ہی نہیں ہے اور نہ ہی میں نااہل کو کوئی منصب دوں گا، میں یہ منصب صرف اُسی کو دوں گا جو امانت کی ادائیگی اور مسلمانوں کی عزّت و توقیر میں رغبت رکھتا ہے۔[5]

تجربہ اور بصیرت: سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ عہدے کے لیے دیگر تمام صفات کے ساتھ ساتھ تجربہ کار اور صاحبِ بصیرت ہونے کو بھی ترجیح دیتے تھے۔ بصیرت وہ صلاحیّت ہے جس سے انسان حالات کی گہرائی کو سمجھتا ہے، مستقبل کے امکانات کا اندازہ لگاتا ہے اور غلطیوں سے سبق سیکھتا ہے۔ یہ صفت نہ ہو تو بندہ صرف

Go To Index

مسائل سے نبرد آزما ہوتا رہے گا لیکن ان کا دائمی حل تلاش نہ کر سکے گا۔

شفقت و مہربانی: امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ خود بھی نہایت شفیق تھے اور چاہتے تھے کہ جسے بھی مقرّر کریں وہ انتہائی شفیق و مہربان بھی ہو۔ اس ضمن میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ ملتا ہے:

ایک بار آپ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص کو عہدہ دیا۔ وہ عہدہ لینے کے لیے بارگاہِ فاروقی میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کا ایک چھوٹا سا بچّہ آپ کے پاس موجود ہے اور آپ اسے فرطِ محبّت سے چوم رہے ہیں۔ اس نے تعجّب سے کہا: حضور! کیا آپ اس بچّے کو چوم رہے ہیں؟ میں نے کبھی اپنی اولاد کو محبّت سے نہیں چوما۔ یہ سن کر سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے سخت ناپسندیدگی کا اِظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”فَاَنْتَ بِالنَّاسِ اَقَلُّ رَحْمَةً هَاتِ عَهْدَنَا لَا تَعْمَلْ لِي عَمَلاً اَبَدًا یعنی تم تو لوگوں پر بہت کم رَحم کرنے والے ہو، تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں کوئی ذمّہ داری دی جائے، لاؤ ہمارا وہ منصب جو ہم نے تمہیں دیا ہے، آج کے بعد تم کبھی بھی ہمارا کوئی حکومتی کام نہیں کرو گے۔“[6]

رعایا میں گھل مل کر رہنا: امیر المومنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ قلبی طور پر ایسے شخص کو منصب دینے کی خواہش رکھتے تھے جو عہدہ ملنے کے بعد عوام اور رعایا میں ایسے رہے جیسے وہ انہی میں سے ایک فرد ہو، اور جب وہ عہدے پر نہ ہو تو ایسا لگے جیسے وہی اس عہدے کے قابل تھا۔[7]

فسق وفجور سے پاک ہونا: امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ فاسق وفاجر شخص کو ذمّہ داری دینا قطعاً پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ نے اس بارے میں ایک بنیادی اُصول بیان فرمایا: ”مَنِ اسْتَعْمَلَ فَاجِراً وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ فَاجِرٌ فَهُوَ فَاجِرٌ مِثْلُهُ یعنی جس نے کسی فاسق وفاجر شخص کو نگران بنایا اور وہ جانتا تھا کہ اس نے جس کو نگران بنایا ہے وہ فاسق و فاجر ہے تو نگران بنانے والا بھی اسی کی طرح ہے۔“[8]

یہ اُصول احتساب اور ذمّہ داری کے تصور کو ایک نئی جہت دیتا ہے۔ جو شخص کسی نااہل اور فاسق کو جانتے بوجھتے منصب دے، وہ خود بھی اس فسق میں شریک ہے۔ یہ اُصول ان لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے جو ذاتی مفاد کے لیے نااہل لوگوں کو اَہم عہدوں پر بٹھاتے ہیں۔

سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے فرامین اور طرزِ حکومت کی روشنی میں ایک کامیاب گورنر کے اوصاف کا خلاصہ یہ ہے:

مثبت صفات جو اہل منصب میں ہونی چاہئیں

❁ اعتدال اور توازن ❁ نرمی جو کمزوری نہ ہو ❁ سختی جو ظلم نہ ہو ❁ کفایت شعاری جو بخل نہ ہو ❁ لحاظ جو حد سے تجاوز نہ کرے ❁ امانت داری ❁ علمِ دین و دنیا ❁ تجربہ اور بصیرت ❁ شفقت و محبّت ❁ رعایا میں گھل مل کر رہنا ❁ اخلاص اور ضبطِ نفس۔

منفی صفات جن سے اہل منصب کو بچنا ضروری ہے

❁ ریاکاری اور دکھاوا ❁ سستی اور غفلت ❁ خواہشاتِ نفس کی پیروی ❁ فسق و فجور ❁ نااہل لوگوں کو اَہم عہدے دینا ❁ رعایا سے بے نیازی اور بے رحمی۔

آج کی دنیا میں فاروقی اصول

سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کی وفات کو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گُزر چکا ہے لیکن ان کے وَضع کردہ اُصول آج بھی اتنے ہی تازہ اور قابلِ عمل ہیں۔ جدید دنیا میں گورننس کے جتنے بھی نظریات پیش کیے گئے ہیں، ان میں سے اکثر کی اصل ان اُصولوں میں ملتی ہے جو سیّدُنا فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے اپنے دور میں متعارف کرائے تھے۔

آج جب دنیا میں حکمرانی کے بحران ہیں، جب عوام اور حکمرانوں کے درمیان اعتماد کی فصیل گر چکی ہے، ایسے میں فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ کے یہ اُصول ایک روشن مینار کی طرح ہیں جن کی طرف رُجوع کرنا ہی اصلاح کی واحد راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اُصولوں پر عمل کرنے اور انہیں اپنے معاشرے میں رائج کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مصنف عبد الرزاق، 8 / 232، حدیث: 15367 (2) مصنف عبد الرزاق، 8 / 232، حدیث: 15368 (3) الکامل فی التاریخ، 2 / 402- تاریخ ابن عساکر، 22 / 474 (4) مصنف ابن ابی شیبہ، 19 / 140، حدیث: 35590 (5) کتاب الثقات لابن حبان، 1 / 184 (6) سنن کبریٰ للبیہقی، 9 / 72، حدیث: 17906 (7) کنز العمال، 3 / 304، جزء: 5، حدیث: 14307 (8) اخبار القضاة، 1 / 69- مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص 78۔

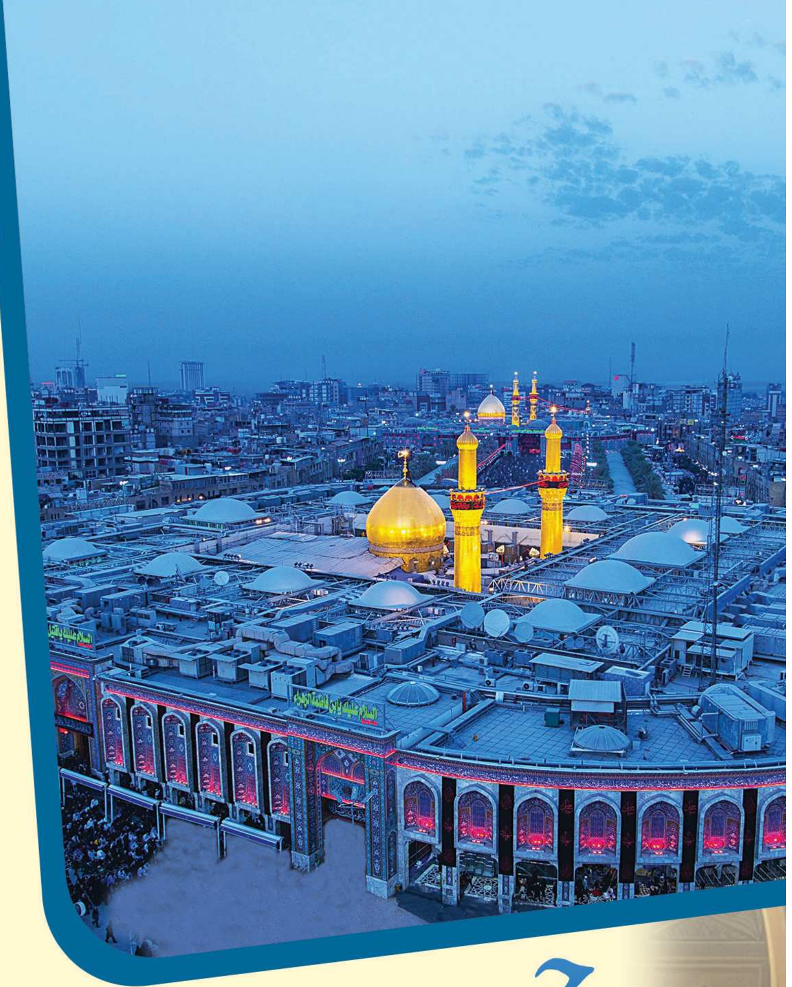

امام حسین کی تعلیمات اور ان کی عصری معنویت (قسط:01)

مولانا ابوالحسن عطّاری مَدَنی*

نواسۂ سیدِ کائنات، لختِ جگرِ شیرِ خدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اے لوگو! اچھے اَخلاق میں رغبت کرو، نیک اعمال میں جلدی کرو، جس نے کسی پر احسان کیا ہو اور وہ اس کا شکر ادا نہ کرے تو احسان کرنے والے کو اللہ پاک عوض عطا فرماتا ہے۔ یقین کرو نیک کام میں تعریف ہوتی ہے اور ثواب ملتا ہے، اگر تم نیکی کو کسی مرد کی صورت میں دیکھ سکتے تو اسے بہت حسین و جمیل دیکھتے جو دیکھنے والے کو بھلا لگتا اور اگر تم مَلامت اور بَدی کو دیکھ سکتے تو بدترین منظر دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور نظریں نیچی ہو جاتی ہیں۔ اے لوگو! جو سخاوت کرتا ہے وہ سردار ہوتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ ذلیل ورُسوا ہوتا ہے۔ زیادہ سخی وہ شخص ہے جو اس شخص پر سخاوت کرے جسے اس کی اُمید نہ ہو۔ زیادہ پاک دامن اور بہادُر وہ شخص ہے جو بدلہ لینے پر قادر ہونے کے باوجود مُعاف کردے، زیادہ صِلۂ رحمی کرنے والا شخص وہ ہے جو قَطعِ تعلق کرنے والے رشتے داروں سے تعلق جوڑے۔ جو شخص اپنے بھائی پر احسان کرکے اللہ کی رضا چاہے اللہ پاک مشکل وقت میں اس کا بدلہ دیتا ہے اور اس سے سخت مصیبت ٹال دیتا ہے۔ جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی سے دنیوی مصیبت دور کی اللہ پاک اس سے اُخرَوی مصیبت دور کرتا ہے اور جو کسی پر احسان کرے اللہ کریم اس پر احسان فرماتا ہے اور احسان کرنے والے اللہ کے پیارے ہیں۔[1]

محترم قارئین! جگر گوشۂ بتول سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ وہ عظیم ہستی ہیں جن کی پوری زندگی قراٰن و سنت کا عملی نمونہ تھی۔ آپ نے کربلا کے میدان میں عملی طور پر بھی حق و باطل کا فرق واضح کیا اور اپنے خطبات وارشادات میں قولی طور پر بھی امتِ مسلمہ کو وہ راہنمائی دی جو رہتی دنیا تک کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ کے ایک خطبہ مبارکہ کا ایک حصہ ہمارے سامنے ہے جس میں آپ نے معاشرے کے ہر فرد کو اخلاق و کردار کی اعلیٰ اقدار اپنانے کی تلقین فرمائی۔ یہ کلماتِ نور آج بھی اتنے ہی روشن اور بامعنی ہیں جتنے آج سے چودہ صدیاں پہلے تھے۔

آج ہم ایک ایسے دور میں جی رہے ہیں جہاں اخلاقی اقدار پامال ہو رہی ہیں، جہاں احسان کی جگہ خود غرضی نے لے لی ہے، جہاں سخاوت و فیاضی کی بجائے بخل و تنگ دلی نے ڈیرے ڈال لیے ہیں، جہاں معافی کو کمزوری سمجھا جاتا ہے اور صلۂ رحمی کا جذبہ ٹھنڈا پڑتا جارہا ہے۔ ایسے میں امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ ہمارے لیے عظیم رہنما کا کام کرتا ہے۔ آیئے! اس خطبے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

کے ہر پہلو کو الگ الگ سمجھیں اور اپنے کردار کو پرکھیں۔

1 حسنِ اخلاق اور نیک اعمال میں جلدی
ہماری سب سے بڑی ضرورت

”اے لوگو! اچھے اخلاق میں رغبت کرو، نیک اعمال میں جلدی کرو۔“

آج ہمارا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم نے اخلاق کو دین سے الگ کرلیا ہے۔ ہم مساجد میں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن گھر آکر بداخلاقی کرتے ہیں۔ تلاوتِ قراٰن کرتے ہیں لیکن ہمسائے کو تکلیف دینے سے نہیں چوکتے۔ روزے رکھتے ہیں لیکن غیبت و چغلی کا بازار گرم رہتا ہے۔ عبادات کی کثرت کے باوجود ہمارے کردار میں وہ نور نہیں جو ایک مسلمان کی پہچان ہونا چاہیے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَاناً اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً یعنی مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔[2]

2 احسان اور اس کا صلہ
خدا کی ضمانت

”جس نے کسی پر احسان کیا اور وہ اس کا شکر ادا نہ کرے تو احسان کرنے والے کو اللہ پاک عوض عطا فرماتا ہے۔“

ہمارے معاشرے کا ایک عام مرض یہ ہے کہ ہم احسان اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ تعریف کریں، شکریہ ادا کریں، ہمیں یاد رکھیں۔ جب شکریہ نہیں ملتا تو بھلائی کرنا بند کردیتے ہیں، بلکہ کبھی کبھی احسان جتا کر دوسرے کی توہین بھی کرتے ہیں۔ یہ رویہ نہ صرف غلط ہے بلکہ ہماری نیکی کو بھی ضائع کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔[3]

امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی احسان کا ایک مسلسل سلسلہ ہے۔ آپ نے ہر حال میں لوگوں پر احسان فرمایا اور بدلے میں کسی شکر گزاری کی توقع نہ رکھی۔ کربلا جاتے وقت جن لوگوں نے آپ کو خطوط لکھ کر مدعو کیا تھا انہوں نے بعد میں ساتھ چھوڑ دیا، لیکن آپ نے ان پر لعنت ملامت نہ کی بلکہ اللہ کی رضا پر توکل کیا۔ یہی وہ جذبہ تھا جو آپ نے اس خطبے میں بیان فرمایا کہ احسان اللہ کے لیے کرو، اگر مخلوق نے شکر ادا نہ کیا تو خالق ضرور عوض دے گا۔

3 نیکی کا حسن اور بدی کی کراہت
روحانی بصیرت

”اگر تم نیکی کو کسی مرد کی صورت میں دیکھ سکتے تو اسے بہت حسین و جمیل دیکھتے اور اگر تم ملامت اور بدی کو دیکھ سکتے تو بدترین منظر دیکھتے جس سے دل نفرت کرتے اور نظریں نیچی ہوجاتیں۔“

یہ بھی آج کا ایک المیہ ہے کہ ہم نے نیکی اور بدی کی پہچان کھو دی ہے۔ جھوٹ بولنے کو ”ہوشیاری“ کہتے ہیں، دھوکا دینے کو ”تجارتی مہارت“ سمجھتے ہیں، غیبت کرنے کو ”سچ بولنا“ قرار دیتے ہیں اور حرام کمانے کو ”زمانے کی ضرورت“ جانتے ہیں۔ ہمارے اندر وہ روحانی بصیرت ختم ہوتی جارہی ہے جو بدی کو بدی کے روپ میں پہچانے۔

قراٰنِ مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت۔[4]

شیطان بدی کو سجا کر پیش کرتا ہے، لیکن اہلِ بصیرت اس دھوکے میں نہیں آتے امام حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا میں یزید کی بیعت سے انکار کرکے عملاً ثابت کردیا کہ ان کی بصیرت نے بدی کو بدی کے روپ میں دیکھ لیا تھا، اگرچہ وہ اقتدار اور شاہی ٹھاٹھ باٹھ میں لپٹی ہوئی تھی۔

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں۔ اِن شآءَ اللہ)

---

(1) نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص152، 153 (2) ترمذی، 2/386، حدیث: 1165 (3) پ3، البقرۃ: 264 (4) پ3، اٰل عمرٰن: 14۔

Go To Index

اِک باوفا چلا گیا

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مَدَنی*

دنیا میں کتنے ہی لوگ آتے ہیں زندگی گزارتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن ان کا تذکرہ نہیں ہوتا، جبکہ کچھ نفوسِ قدسیہ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا جانا محض ایک فرد کا جانا نہیں ہوتا بلکہ ایک عہد کا خاتمہ ہوتا ہے، ایک روشنی بجھ جاتی ہے، ایک ایسا خلا پیدا ہو جاتا ہے جسے پُر کرنا ممکن نہیں رہتا۔

شیرِ خدا حضرت سیّدنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکریم سے منقول ہے: جب عالم وفات پاتا ہے تو 77 ہزار مقربین فرشتے رخصت کرنے کے لیے اس کے ساتھ جاتے ہیں اور عالم کی موت اسلام میں ایسا رَخنہ ہے جسے قیامت تک بند نہیں کیا جاسکتا۔[1]

چیف ایڈیٹر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" حضرت مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی رحمۃُ اللہِ علیہ کا سانحۂ ارتحال اس روایت کا مصداق ہے۔ ان کے جانے سے ایک مسندِ تدریس جہاں سے سینکڑوں طلبہ نے علم حاصل کیا، اس کی رونق جاتی رہی، ایک ایسا قلم رُک گیا جس نے ہزاروں صفحات دین کی خدمت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے لیے لکھے۔

حضور نبیِ رحمت، شفیعِ امت، سلطانِ دو جہاں، نبیِ غیب داں، احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے: علم حاصل کرلو اس سے پہلے کہ وہ چلا جائے، لوگوں نے عرض کی: یانبیَّ اللہ! علم کیسے جائے گا حالانکہ ہمارے پاس تو کتاب اللہ موجود ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جلال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا بنی اسرائیل کے پاس تورات و انجیل نہ تھی؟ انہیں یہ کتابیں کافی نہ ہوئیں، بے شک علم اہلِ علم کے جانے سے چلا جاتا ہے۔[2]

حدیثِ پاک سے واضح ہوتا ہے کہ علما کے انتقال سے علم اٹھ جاتا ہے اگرچہ کتابیں اور قرآن پاک لوگوں کے پاس موجود ہو کیونکہ یہ علما ہی ہیں جو لوگوں کو کتاب اللہ کے معانی و مفہوم سمجھاتے ہیں اور سنت کے احکام سکھاتے ہیں اور اختلافات و نئے نئے پیدا ہونے والے مسائل کا حل نکالتے ہیں نیز اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ علم دین حاصل کرنا اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی علم دین کے حصول پر لگانا بہت ضروری ہے۔

16 اپریل 2026ء "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے قارئین کے لیے بالخصوص اور تمام اہل محبت کے لیے بالعموم ایک غمناک موقع آیا۔

چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، مبلغِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ مدنی مذاکرہ، محقق و مصنف، مصلح و ناصح، استاذ العلماء، رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ، حضرت مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی رحمۃُ اللہِ علیہ کم و بیش چھ سال جگر کے عارضہ میں مبتلا رہ کر 50 سال کی عمر میں 27 شوال 1447ھ مطابق 16 اپریل

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایم فل علوم اسلامیہ
ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

2026ء بروز جمعرات سہ پہر تقریباً 3 بجے کراچی میں وصال فرما گئے۔ نمازِ جنازہ دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کے بعد رات تقریباً ساڑھے دس بجے امیرِ اہلِ سنت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ نے پڑھائی۔ اس میں دار الافتاء اہلِ سنت کے مفتیانِ کرام، اراکینِ مرکزی مجلسِ شوریٰ، علمائے کرام اور ہزاروں اسلامی بھائیوں نے شرکت کی، تدفین قبرستان سی ایریا لیاقت آباد کراچی میں کی گئی۔(3)

ابتدائی حالات اور خاندانی پس منظر

حضرت مولانا ابو رجب آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام آصف جاوید تھا۔ آپ کا آبائی تعلق گوجرہ سے تھا، تاہم ابتدائی زندگی کینال کالونی، ہیڈ پنجند (پنجاب، پاکستان) میں گزری۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد ماجد محکمہ نہر میں ملازم تھے، اور وہیں سرکاری کالونی میں رہائش تھی۔ بہن بھائیوں میں آپ سب سے چھوٹے تھے۔ پانچویں جماعت تک ہیڈ پنجند کے مقامی اسکول میں تعلیم حاصل کی۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ آپ نے ایک سال میں دو کلاسز بھی پاس کیں۔ آپ کی طبیعت بچپن ہی سے ممتاز اور منفرد تھی۔ آپ کا گھرانہ اگرچہ پنجابی تھا مگر آپ بچپن ہی سے اردو ہی میں گفتگو کرتے تھے۔

مطالعہ کا غیر معمولی جذبہ بچپن ہی سے تھا۔ اخبار ہو، میگزین ہو، یا دکاندار کی طرف سے سامان کے ساتھ ملنے والا عام کاغذ، آپ ہر چیز کو پڑھ ڈالتے تھے۔ یہاں تک کہ دال پتیسے والے جو کاغذات دیتے، آپ انہیں بھی نظر انداز نہ کرتے اور غور سے پڑھتے۔ یہ شوق ہی آگے چل کر آپ کو ایک صاحبِ علم اور صاحبِ قلم شخصیت بنانے کا باعث بنا۔

آپ کے بڑے بھائی ایڈووکیٹ نجم جاوید پرائمری کی تعلیم کے بعد اپنے آبائی شہر گوجرہ میں شفٹ ہوگئے تھے اور بعد میں آپ بھی پرائمری کی تعلیم کے بعد بڑے بھائی کے پاس آگئے۔ گوجرہ میں آپ نے ایم سی ہائی اسکول سے میٹرک اور گورنمنٹ کالج گوجرہ سے بی اے کی سند حاصل کی۔ بی اے کے بعد آپ کا پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ بھی ہوگیا مگر لاہور میں آپ کی ملاقات دعوتِ اسلامی کے ایک مبلغ سے ہوئی جو کہ درسِ نظامی کے طالب علم تھے، ان کی صحبت سے آپ کو بھی درسِ نظامی کا جذبہ ملا تو آپ نے درسِ نظامی کا آغاز کر دیا اور علومِ دینیہ کی راہ اختیار کی۔

بڑے بھائی نے ابتداءً یونیورسٹی کی تعلیم ہی جاری رکھنے کی تاکید کی لیکن آپ کے والد صاحب اور چچا نے حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا: **"انہیں جو کرتے ہیں کرنے دو اور ان کی مدد کرو، ایک دن تمہیں ان پر فخر ہوگا۔"**

اور پھر زمانے نے دیکھا کہ حضرت مولانا ابو رجب آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر ہر اپنا پرایا رشک کرنے لگا جب عالَمِ اسلام کی عظیم ہستی، امیرِ اہلِ سنت نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی، کندھا دیا، قبرستان تک تشریف لے گئے، دعائیں کیں، انہیں اپنا بازو کہا، باوفا، کام کا بندہ اور فعال کہا۔

لاہور قیام کے دوران آپ نے امامت کے فرائض بھی انجام دیے بعد ازاں آپ کراچی منتقل ہوگئے اور بقیہ دینی تعلیم فیضانِ مدینہ کراچی میں مکمل کی اور ساتھ ہی تدریس کا آغاز بھی کر دیا یعنی خود پڑھتے بھی رہے اور دوسروں کو پڑھاتے بھی رہے۔

دینی خدمات

آپ نے دین کی خدمت تحریر، تقریر، تدریس تینوں انداز میں فرمائی۔ عاشقانِ رسول کے قافلوں میں سفر، درس و بیان اور مدنی چینل پر کئی علمی و اصلاحی پروگرامز میں بطورِ مبلغ شرکت فرماتے رہے۔ دسمبر 2000 تا 2025ء مسلسل 25 سال تدریس فرمائی اور دورِ طالبِ علمی ہی سے تحریر و تصنیف میں مشغول رہے جو سلسلہ 2026ء میں وصال سے تقریباً 15 دن پہلے تک جاری رہا۔

اندازِ تدریس

جامعۃ المدینہ میں ہزاروں طلبہ نے آپ سے استفادہ کیا جن میں سے تقریباً ڈیڑھ ہزار فارغ التحصیل ہو کر عملی زندگی

میں دنیا کے مختلف گوشوں میں دعوت و تبلیغ، درس و تدریس اور امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

ان کا طریقۂ تدریس محض کتابی نہ تھا بلکہ کبھی زندگی کا کوئی سبق سمجھاتے، کبھی پیر و مرشد شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کا کوئی واقعہ سناتے نیز وقتاً فوقتاً طلبہ کی ذاتی صورتِ حال کی خبر گیری بھی فرمایا کرتے، ان کے یہ اوصاف انہیں دوسروں سے ممتاز کرتے تھے۔

اپنے تلامذہ کو وہ نہ صرف علمی بلکہ عملی تربیت بھی دیتے۔ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں کی ترغیب دلانا، وقت کی پابندی سکھانا، کام سے لگن پیدا کرنا، یہ سب ان کے درس کا حصہ تھا۔ بعض اوقات حافظِ ملت کا وہ قول سناتے جو ان کے دل پر نقش تھا: ”زمین کے اوپر کام، زمین کے نیچے آرام۔“

دورانِ درس ہلکی ہلکی خوش طبعی ان کے پڑھانے کا حصہ تھی۔ ایک طالب علم نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ وہ استاذ محترم کے سبق کے دوران درمیان میں ہی بول پڑے، تو انہوں نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ”یہ وہ محشی ہے جو کتاب لکھنے سے پہلے حاشیہ لگاتا ہے۔“

طلبہ پر شفقت

ان کی شفقت کوئی دکھاوانہ تھی، یہ ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلتی تھی۔ مالی اعتبار سے کمزور طلبہ کی مالی معاونت کرنا ان کا معمول تھا۔ نصابی کتابیں خود خرید کر طلبہ کو دینا، کسی شاگرد کی تعریف سن کر خوش ہونا، کسی کی پریشانی میں کام آنا، کسی کی بیماری پر دعا کرنا، یہ سب ان کے روزمرہ کے معمولات کا حصہ تھے۔

سادات سے محبت

ساداتِ کرام سے خصوصی تعلق اور حسن سلوک ان کا امتیازی وصف تھا۔ اپنے شاگردوں میں سے جو بھی سید ہوتا اس پر خاص توجہ دیتے، خاص شفقت فرماتے۔

طلبہ کی دلجوئی و حوصلہ افزائی

کسی شاگرد کی اچھی کارکردگی پر دل کھول کر تعریف کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ شاگرد اچھی عبارت پڑھتا تو خوشی کا اظہار کرتے۔ جب کسی شاگرد سے ملتے تو اسے مختلف نیک لوگوں سے تشبیہ دیتے، کبھی فرماتے: ”آپ کا عمامہ فلاں جیسا بندھا ہوا ہے“، کبھی کہتے: ”آپ کی شکل فلاں عالم صاحب سے ملتی ہے۔“ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں شاگردوں کے دلوں میں ان کی ایک خاص جگہ بنا دیتی تھیں۔

تحریر و تصنیف

تدریس کے ساتھ ساتھ تحریر بھی ان کا میدان تھا۔ انہوں نے چھبیس برس تک مسلسل تحریری خدمات انجام دیں۔ اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ کے ابتدائی ایام ہی سے آپ اس میں شامل رہے اور اپنے وصال تک بطورِ رکنِ مجلس، شعبہ ذمہ دار اور سینیئر محرر خدمات انجام دیتے رہے۔

اس دوران آپ نے جہاں سینکڑوں جزوی تحریری کام کیے وہیں 22 سے زیادہ کتب و رسائل بھی لکھے جو کہ شائع ہو کر علمی حلقوں میں دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں جبکہ کئی تحقیقی منصوبے ابھی جاری تھے جو ان کی صحت یابی کے منتظر تھے۔

آپ کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی نگارشات میں سے چند نام یہ ہیں:

1 بدگمانی (صفحات:55) 2 بدشگونی (صفحات:126) 3 فیضانِ زکوٰۃ (صفحات:149) 4 حرص (صفحات:232) 5 انفرادی کوشش (صفحات:200) 6 جیسی کرنی ویسی بھرنی (صفحات:110) 7 جلد بازی کے نقصانات (صفحات:168) 8 محبوبِ عطار کی 122 حکایات (صفحات:208) 9 مفتیِ دعوتِ اسلامی (صفحات:89) 10 نام رکھنے کے احکام (صفحات:179) 11 قبر میں آنے والا دوست (صفحات: 115) 12 قومِ جنات اور امیرِ اہلِ سنت (صفحات:263) 13 ریاکاری (صفحات:166) 14 شرح شجرۂ قادریہ رضویہ عطاریہ (صفحات:217) 15 سنتیں اور آداب (صفحات:124) 16 تکبر (صفحات:97) 17 تکلیف نہ دیجیے (صفحات:219) 18 تربیتِ اولاد (صفحات:187) 19 توبہ کی روایات و حکایات (صفحات:132)

Go To Index

20 حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز کی 425 حکایات (صفحات:590)
21 وہ ہم میں سے نہیں (صفحات:112) 22 حسد (صفحات:97)۔

آپ کی قلمی کاوشوں میں سے ایک بہت اہم کاوش سات زبانوں (اردو، عربی، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا اسلامی میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" بھی ہے۔

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے لیے ہر ماہ عنوانات تجویز کرنا اور فہرست بنانا اگرچہ راقم الحروف کے ذمے تھا لیکن ابتداءً اس کی تربیت دینا، عنوانات چیک کرنا، ضروری تبدیلی کروانا، عنوان کے موافق مؤلف کی تقرری کرنا، مضامین کی وصولی میں مؤلفین سے روابط میں کرم فرمانا، مضامین کا اول جائزہ لینا، قابلِ اصلاح کی نشاندہی کرنا، مضامین موصول ہونے سے پرنٹنگ تک کے ہر مرحلے میں شریک رہنا، یہ وہ اہم امور تھے جنہوں نے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کو ایک منظم صورت اور انداز میں جاری رکھا اور ان شآءَ اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

آپ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں اصلاحی اور موٹیویشنل مضامین تحریر فرماتے تھے جنہیں کثیر طبقات کی طرف سے سراہا گیا۔ آپ نے تقریباً 200 علمی، تحقیقی اور اصلاحی مضامین لکھے۔

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے چیف ایڈیٹر کی حیثیت سے انہوں نے اس رسالے کو ایک علمی و دینی شناخت دی۔ ہر شمارے میں ان کی فکر کی چھاپ نمایاں ہوتی، ہر صفحے پر ان کی تحریری سوچ کا عکس نظر آتا۔

ان کے ماتحت کام کرنے والے اسلامی بھائیوں نے دیکھا کہ وہ کام کو کس قدر سنجیدگی سے لیتے تھے۔ کوئی معقول عذر کے بغیر چھٹی کرتا یا دیر سے آنا معمول بناتا تو وہ حکمت و تدبر سے اس کی اصلاح فرماتے۔ اپنے کام سے ان کی وابستگی اور لگن مثالی تھی۔

جب "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کا آغاز ہوا تو کام کی کثرت اور وقت کی قلت کے باعث ابتدائی شماروں میں کئی مرتبہ رات 12، کبھی 1 اور کبھی 3 اور 4 بجے تک بھی کام ہوتا رہا جس میں استاذ محترم بھی مکمل شریک رہتے۔ بہت مرتبہ چھٹی کے ایام میں بھی کام کرتے رہے اور غیر معمولی کام کرنے والوں کی دلجوئی بھی فرماتے، کبھی کوئی تحفہ دیتے، کبھی کھانا کھلاتے، کبھی کچھ رقم بطورِ تحفہ دے دیتے تھے۔

وقت کی قدر اور تصنیفی انہماک

وقت کی قدر و قیمت کے بارے میں ان کا ایک واقعہ نہایت سبق آموز ہے۔ ایک مرتبہ ایک شاگرد ان کے لیے فیضانِ مدینہ کراچی کی کینٹین سے دال اور چپاتی لایا۔ انہوں نے سالن میں روٹی ڈال کر اس طرح کھانا شروع کیا کہ ساتھ ساتھ تصنیفی کام بھی جاری رہا۔ شاگرد حیران رہ گیا تو فرمایا:

"حیران کیوں ہوتے ہو، ہمارا یہی معمول ہے کہ جتنا وقت بچ سکے، بچا کر دینی کام میں صرف کریں۔ جب میں طلبہ کو ایک ایک گھنٹہ دسترخوان پر بیٹھ کر باتوں میں وقت ضائع کرتے دیکھتا ہوں تو بہت دکھ ہوتا ہے۔"

محبتِ مرشد

حضرت مولانا ابورجب محمد آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کو کسی ایک نکتے میں سمیٹنا ہو تو وہ ہے: "محبتِ مرشد"

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنت، علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ سے ان کا تعلق محض ایک مرید اور پیر کا رسمی تعلق نہ تھا، یہ عشق اور محبت کی وہ کیفیت تھی جسے الفاظ میں بیان کرنا دشوار ہے۔

جو بھی ان کی صحبت میں بیٹھا اس نے دیکھا کہ تدریس ہو، یا عمومی گفتگو، شاید ہی کوئی موضوع ایسا ہو جس پر باتیں کرتے کرتے مرشد کا ذکر نہ آئے۔ مرشد کی یادیں، مرشد کی باتیں، مرشد کی ادائیں، یہی ان کا محبوب موضوع تھا، یہی ان کے درد کا درمان تھا، یہی ان کی روح کی غذا تھی۔ ان کے قریبی بیان کرتے ہیں کہ جب پیر و مرشد کا تذکرہ چھڑتا تو ان کی آنکھوں

میں ایک غیر معمولی چمک آجاتی، جسم میں توانائی کا ایک سیل پھوٹ پڑتا، آواز میں ایک خاص کیفیت آجاتی، گویا ذکرِ محبوب میں انہیں وہ زندگی ملتی تھی جو دنیا کی کوئی دوائی نہیں دے سکتی۔

آپ پیرو مرشد کے معاملے میں عشق کی انتہائی منزل پر تھے۔ راقم الحروف کو ان کے ساتھ 9 سال تک ماتحت کی حیثیت سے کام کرنے کی سعادت ملی، بیسیوں بار ایسا ہوا کہ پیرو مرشد امیر اہل سنت کے لکھے ہوئے ایک لفظ کو بھی تبدیل کرنا گوارا نہ کرتے۔

آپ کو پیرو مرشد کے ساتھ سفرِ **"چل مدینہ"** کی بھی سعادت ملی۔

پیرو مرشد سے جو محبت ملی اس نے ان کے دل میں مدینۂ منورہ کی چاہت کا بیج بویا اور وہ بیج برسوں میں ایک تناور درخت بن گیا۔ مدینۂ پاک کی محبت ان کے رگ وپے میں اتر چکی تھی۔

ان کی علمی تحریروں میں بھی مدینے کی خوشبو ملتی تھی، ان کی گفتگو میں بھی مدینے کا رنگ نظر آتا تھا۔

وفات سے چند ماہ پہلے، جب بیماری اپنے عروج پر تھی، جسم نے بارہا جواب دیا، پھر بھی دلِ بے قرار نے مدینے کا قصد کیا اور حاضریِ مدینہ نصیب ہوئی۔ یہ وہ سعادت تھی جو انہیں اپنی محبت کی بدولت حاصل ہوئی اور شاید یہ اس عاشق کو اس کے محبوب کی طرف سے آخری بلاوا تھا۔

مرشدِ کریم کی آپ سے محبت

امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔ 18 اپریل 2026 کو ہونے والے مدنی مذاکرے میں امیرِ اہلِ سنت نے حضرت مولانا ابورجب آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"قابلِ فخر عالم تھے، لکھنے میں ان کا قلم اچھا تھا، معلومات اچھی تھیں، میرے کام کے تھے، ان کی بڑی خدمات ہیں، صاف ستھرے تھے، میں نے کبھی ان کی شکایت نہیں سنی، یہ حکمتِ عملی جانتے تھے، یہ ہم کو پھنساتے نہیں تھے، اپنے اوپر لے لیتے تھے، المدینۃ العلمیہ کے رکنِ رکین تھے۔

ان کا ہمارا اتنا ساتھ تھا کہ سمجھو میرا ایک بازو الگ ہو گیا، یہ تحریری کاموں میں میری بہت مدد کیا کرتے تھے، اللہ کریم ان کا نعم البدل عطا کردے، خدماتِ دینی ان کی قبول ہو جائیں، ان کی اولاد کو اللہ پاک ان کے نقشِ قدم پر چلائے۔

حضرت مولانا ابورجب آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ بیماری کے آخری ایام میں جب اسپتال میں تھے تو امیرِ اہلِ سنت نے خود تشریف لے جا کر عیادت فرمائی اور آپ جتنا عرصہ علیل رہے پیرو مرشد مسلسل کرم فرماتے رہے۔ آپ کے وصال پر امیرِ اہلِ سنت بہت غمگین ہوئے جس کا اظہار خود فرماتے ہیں کہ

"میری ایسی فیلنگ تھی کہ جیسے میرے گھر میں میت ہوئی ہے، میرا دل ہوا کہ میں ان کے جنازے میں شرکت کروں، بڑا دل کرے میں قبرستان جاؤں، اموات کے بارے میں تو سنتے رہتے ہیں لیکن اتنا جھٹکا (Shock) نہیں لگتا لیکن کوئی کوئی اپنا اثر چھوڑ جاتا ہے، کوئی مدنی فوت ہوتا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے باغ کا ایک پھول کٹ گیا، نکل گیا، یہ تو پورا گلدستہ تھے۔"

مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا حاجی محمد عمران عطاری مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

جب ان کے انتقال کا پتا چلا تو زبان سے بے ساختہ نکلا "اک باوفا چلا گیا۔" ان کی بڑی باوفا طبیعت تھی کہ (معاملے کو) اپنے اوپر لے لیتے تھے، تنظیم میں ایسے افراد کم ہوتے ہیں اور ان کم میں سے بھی ایک اور کم ہو گیا، دعوتِ اسلامی والوں سے درخواست ہے کہ تنظیم کے اندر ایسے رہنا چاہئے۔

اس پر امیرِ اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا: ایسے رہا کرو کہ زمانہ مثال دے۔

شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنت نے علیل اور ضعیف ہونے کے باوجود آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی، آپ کے جنازے کو کندھا دیا

اور آخری بار الوداع کرنے قبرستان بھی تشریف لے گئے۔

خلیفۂ امیرِ اہلِ سنت حضرت مولانا عبید رضا عطاری مدنی مدظلہ العالی نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ یوں علم و عمل کا ایک عظیم آفتاب ہزاروں عاشقانِ رسول کی دعاؤں، مناجات اور درود و سلام کی گونج میں رخصت ہو گیا۔

امیرِ اہلِ سنّت کی طرف سے المدینۃ العلمیہ والوں سے تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

آصف خان مدنی اور المدینۃ العلمیہ کے اسلامی بھائیوں کی خدمتوں میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

افسوس ہمارے بہت پرانے اور فعال اسلامی بھائی حاجی ابو رجب ہم سے جدا ہو گئے، اللہ پاک ان کو غریقِ رحمت فرمائے، بے حساب مغفرت کرے، میں ان سے بڑا متاثر تھا، اور میرے حسنِ ظن کے مطابق یہ نیک صالح انسان تھے اور ماشآءاللہ راز داری کا ذہن اور وفادار الحمدللہ۔ کافی سینئر تھے، شاید المدینۃ العلمیہ کی بنیادوں میں ان کا حصہ ہو۔ اللہ پاک ان کی خدماتِ دعوتِ اسلامی قبول فرمائے اور اللہ پاک ان کا فیضان ہم کو نصیب کرے، ہم بھی دین کا کام کریں، خوب کام کریں، ڈٹ کے کام کریں، اللہ پاک قبول فرمائے، اخلاص عطا فرمائے۔ میں سب سے تعزیت کرتا ہوں، میرے پاس جو کچھ ٹوٹے پھوٹے اعمال ہیں اللہ پاک اپنی بارگاہ میں قبول کرلے، اپنی رحمت کے شایانِ شان اجر عطا فرمائے، بارگاہ رسالت میں نذر کر کے مرحوم حاجی ابو رجب مدنی کو ایصال کرتا ہوں۔ اللہ ان کو بے حساب مغفرت سے نوازے، ان کی آل اولاد اور سوگواروں کو اللہ پاک صبر جمیل اور صبر جمیل پر اجر جزیل مرحمت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الفقیہ و المتفقہ، 2/198، رقم: 856 (2) سنن دارمی، 1/89، حدیث: 240

(3): آپ کے تعلیمی سفر اور دیگر دینی خدمات پر مشتمل مفصل تذکرہ ان شآءاللہ عنقریب کتابی صورت میں پیش کیا جائے گا۔

چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و رسائل کا مجموعہ ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے دیے گئے کیو آر کوڈ کو اسکین کیجیے۔

Go To Index

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

مزار مفتی شیخ جمال الدین بنجری رحمۃُ اللہِ علیہ

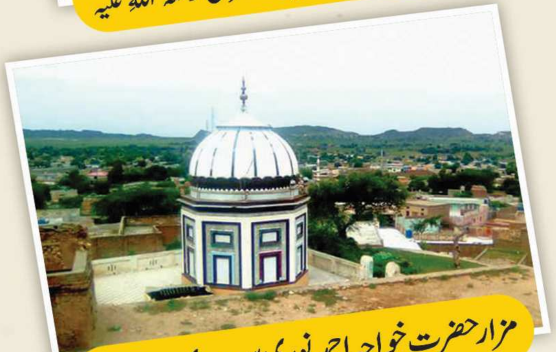

مزار حضرت خواجہ احمد نوری سہروردی رحمۃُ اللہِ علیہ

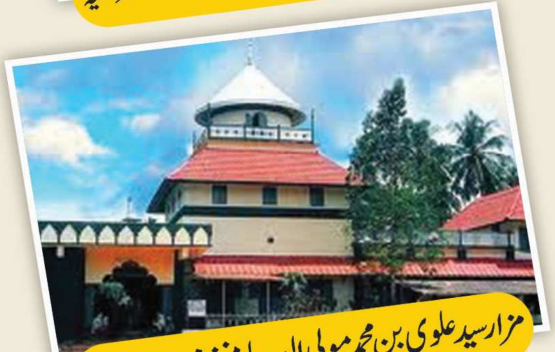

مزار سید علوی بن محمد مولی الدویلہ منفرمی رحمۃُ اللہِ علیہ

محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عرس ہے، ان میں سے 116 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" محرمُ الحرام 1439ھ تا 1447ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 حضرت ابوصخر بُجَیر بن بَجْرہ طائی رضی اللہُ عنہ مجاہد وشاعر تھے۔ 9ھ کو یہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہُ عنہ کے اس لشکر میں شامل تھے جو دومۃ الجندل کے حکمران اُکَیدر کی جانب گیا تھا، اس لشکر کو کامیابی ملی، اکیدر کو قیدی بنا کر مدینہ منورہ لایا گیا، انہوں نے اس وقت اشعار کہے جسے سُن کر نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں منہ کی سلامتی کی دعا دی، انہوں نے 90 سال کی عمر میں جنگ قادسیہ میں شہادت پائی، اس وقت بھی ان کے سارے دانت سلامت تھے۔(1)

2 حضرت ابوعمر حارث بن مضرس بن عبد زراح انصاری رضی اللہُ عنہ بیعتِ حدیبیہ (اصحاب شجرہ) میں شامل تھے، انہوں نے بھی جنگ قادسیہ میں شہادت پائی، یہ صاحب اولاد تھے۔(2)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہ السّلام

3 امام الحدیث شیخ ابوعامر قبیصہ بن عقبہ کوفی رحمۃُ اللہِ علیہ جلیل القدر ائمہ دین مثلاً امام سفیان ثوری، امام شعبہ بن حجاج کے شاگرد اور ثقہ راوی تھے، آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوبکر بن شیبہ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری جیسے محدثین ہیں۔ بخاری شریف میں آپ سے روایت کردہ 44 احادیث ہیں، آپ کا وصال ماہِ محرم 215ھ میں ہوا۔(3)

4 شیخ ابوالحسن محمد بن ابوالبقاء مبارک شافعی بغدادی المعروف علّامہ ابن الخل رحمۃُ اللہِ علیہ امام ومفتی، شارح کتاب التنبیہ اور شیخ الشافعیہ فی البغداد تھے، ان کی پیدائش 475ھ میں ہوئی اور وصال ماہِ محرم 552ھ میں ہوا۔(4)

5 شہاب الملت والدِّین شیخ ابوالعباس احمد بن ابوبکر کتانی بوصیری شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 762ھ بوصیر، صوبہ غربیہ، مصر میں ہوئی اور 18 یا 27 محرم 840ھ کو قاہرہ، مصر میں وصال فرمایا۔ آپ حافظ و قاری قراٰن، تلمیذ علامہ ابن حجر

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی)
ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

عسقلانی، ماہرِ علمِ حدیث، بہترین کاتب، محلہ حسینیہ قاہرہ کے امام، فاضل و صالح، تلاوت و عبادت میں بکثرت مشغول رہنے والے، خلوت پسند اور حسن اخلاق کے مالک تھے۔ مشہور تصانیف میں مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ اور اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ ہیں۔[5]

6 قطبِ وِیلُور حضرت مولانا سید محی الدین قادری وِیلوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش خاندان سادات گیلانیہ میں 1207ھ کو ہوئی اور مدینہ منورہ میں 3 محرم 1289ھ کو وصال فرمایا۔ آپ عالمِ دین، عارف باللہ، شیخ طریقت اور صاحب تصنیف ہیں۔ وِیلُور (Vellore) سٹی ریاست تمل ناڈو (Tamil Nadu) ہند کے مشہور عالمِ دین مولانا عبد الوہاب ویلوری قادری (بانی جامعہ باقیات الصالحات ویلُور) آپ کے ہی مرید ہیں۔[6]

7 مفتی شیخ جمال الدین بنجری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1238ھ کو دلم پگار، ضلع بنجر، صوبہ جنوبی کلیمتان انڈونیشیا کے علمی گھرانے میں ہوئی، آپ نبیرۂ شیخ ارشد بنجری، اسلامی علوم کے ماہر، تلمیذ علمائے انڈونیشیا و مکہ مکرمہ، سپریم جج اور مفتی داتو سرگی تھے۔ آپ کا وصال 8 محرم 1348ھ کو ہوا۔ مزار محلہ ”سرگی مفتی“ شمالی بنجر ماسن، انڈونیشیا میں ہے۔[7]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السلام

8 نوری شاہ بابا حضرت غازی سید نور علی شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور صاحب تصرف بزرگ ہیں، آپ مجاہدِ اسلام محمد بن قاسم کے لشکر کے ساتھ شام سے یہاں سندھ آئے اور 5 محرم 93ھ کو شہادت پائی۔ مزار تین ہٹی، جہانگیر روڈ کراچی میں مرجع خلائق ہے۔[8]

9 مخدوم الملک حضرت خواجہ احمد نوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 870ھ کو خاندان غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی میں ہوئی اور 947ھ میں وصال فرمایا۔ آپ مادر زاد ولی، کثیرُ الفیض اور ولی شہیر ہیں، آپ کی اولاد میں کثیر اولیائے کرام ہوئے، جن میں پیر داکھارا ضلع جہلم بھی ہیں۔ ان کا خوبصورت روضہ پیل شریف ضلع خوشاب، پنجاب میں ہے جہاں ہر سال یکم محرم کو عرس ہوتا ہے۔[9]

10 قطب الاقطاب سید علوی بن محمد مولی الدویلہ منفرمی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1166ھ تریم، یمن میں ہوئی اور 7 محرم 1260ھ کو وصال فرمایا، مزار علاقہ منفرم، ترور نگاڑی ضلع مالاپورم، ریاست کیرلا، ہند میں ہے۔ آپ عالم دین، مبلغ اسلام، سلسلہ باعلویہ کے شیخ طریقت، ولیِ کامل، مجاہدِ جنگ آزادی اور ملیبار کے ممتاز علماو مشائخ سے ہیں۔ سلطنتِ عثمانیہ کے علاقہ ظفار (موجودہ عمان) کے گورنر شیخ فضل باشا آپ کے صاحبزادے ہیں۔[10]

11 پیر سید ولایت شاہ گیلانی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش نوشہرہ، وادی سون سکیسر، ضلع خوشاب، پنجاب میں ہوئی اور 14 محرم 1357ھ کو وصال فرمایا، مزار محلہ مہرال نوشہرہ میں ہے۔ آپ حافظِ قرآن، صاحبِ علم، مرید قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ، صاحبِ کرامت اور مقبولِ خاص و عام تھے۔[11]

12 خادم الملت حضرت پیر سید خادم حسین شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے گھر میں 1307ھ میں ہوئی اور 21 محرم 1371ھ کو وصال فرمایا۔ آپ حافظ قرآن، تلمیذ محدث سورتی، فاضل جامع العلوم کانپور اور بانی سالانہ جلسہ میلاد النبی کانپور ہیں۔ تدفین مزار امیرِ ملت، علی پور سیداں، ضلع نارووال، پنجاب میں کی گئی۔[12]

---

(1) الاصابہ، 1/401، 402 (2) الاصابہ، 1/691 (3) تاریخِ اوسط للبخاری، 2/333، رقم: 2791- تہذیب التہذیب، 6/478 تا 480 (4) سیر اعلام النبلاء، 15/94، 95 (5) الضوء اللامع، 1/251، 252- اتحاف الخیرہ، 1/9 (6) تذکرۃ الانساب، ص243، 244 (7) ویکیپیڈیا مضمون: Jamaluddin Al-Banjari (8) تذکرہ اولیائے سندھ، ص366 (9) خوشاب سرزمین اولیاء، ص148 تا 151 (10) منحۃ القوی بمدحۃ السید علوی، ص8، 16، ویکیپیڈیا، عربی مضمون: علوي المنفرمي (11) تجلیات مہر انور، ص987 تا 991 (12) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص172 تا 176۔

"سلطان صلاح الدین ایوبی کے بنائے گئے مدرسہ صلاحیہ کا موجودہ ایک منظر"

چند قدیم مدارس وجامعات

(دوسری اور آخری قسط)

مولانا احمد رضا شامی عطاری مدنی*

گزشتہ سے پیوستہ

ذیل میں چند مشہور درس گاہوں کا مختصر حال بھی پیش کیا جاتا ہے۔

مدرسہ نظامیہ آلِ سلجوق کے وزیرِ اعظم نظامُ الملک طُوسی نے اپنی کُل جاگیروں میں سے دسواں حصہ مدرسوں کے لیے وقف کر دیا تھا، شہرِ بغداد میں یہ مدرسہ اسی کا ایک عظیمُ الشان کارنامہ ہے، اور اس مدرسہ سے پہلے بغداد شہر میں کوئی خاص عمارت مدرسہ کے نام سے نہیں ملتی، اس کی تعمیر 457ہجری میں شروع ہوئی اور 459ھ میں اس کا افتتاح ہوا، مدرسہ نظامیہ کا فیض پانچویں صدی ہجری سے لے کر نویں صدی ہجری تک جاری رہا، امام غزالی، ابو عبد اللہ طَبری، الخطیب التبریزی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ وقتاً فوقتاً اس کے صدر مدرس رہ چکے ہیں، اس کے احاطے میں ایک کُتب خانہ بھی تھا، اس میں پڑھنے والوں کی تعداد اس زمانہ میں چھ ہزار تھی، یہاں تعلیم اور جملہ سہولیات مفت فراہم کرنے کے ساتھ غریب طلبہ کو اَوقاف سے خصوصی وظیفہ بھی ملتا تھا۔ طلبہ کے لیے وظائف مقرر کرنے کا اس سے پہلے رواج نہ تھا۔ نظامُ الملک طُوسی نے عام مدرسوں کے علاوہ نیشاپور، ہرات، اَصفہان اور مَوصِل میں جو بڑے بڑے مدارس قائم کئے تھے وہ بھی مدرسہ نظامیہ کہلاتے تھے۔

مدرسہ قادریہ یہ مدرسہ حُضور غوثِ اعظم کی طرف منسوب ہے۔ یہ مدرسہ آپ کے شیخ قاضی ابوسعید مبارک بن علی بن حسین اَلْمُخَرِّمی (سالِ وفات:541ھ) نے بغداد کے علاقے "بابِ اَزَج" میں قائم کیا جو آج کل "باب الشیخ" کے نام سے مشہور ہے اور اس میں فقہ حنبلی کا درس دینا شروع کیا، غوثِ اعظم اپنے تعلیمی دور کے آخری سالوں میں مستقل طور پر اسی مدرسے میں پڑھنے لگے اور پھر تعلیم مکمل کرنے کے بعد اسی مدرسے میں اپنے شیخ کے ساتھ بطورِ معاون استاد پڑھانے لگے اور جب آپ کے شیخ ابو سعید المخرمی کا وصال ہوا، تو شیخ کے شاگردوں میں ان کی جانشینی کا اہل تسلیم کرتے ہوئے مسندِ تدریس و اِفتا اور وعظ و ارشاد آپ کے سپرد کر دی گئی۔ پھر جب آپ کا حلقۂ درس وسیع ہوا، اور مدرسہ کی عمارت تنگ پڑنے لگی تو آپ بغداد شہر کی فصیل کے باہر عید گاہ میں درس دینے لگے، یہاں تک کہ چند معتقدین نے مدرسہ اَلْمُخَرِّمی کو ان کے ورثاء سے خریدا اور مزید اس میں توسیع کر کے نئے سرے سے ایک وسیع عمارت تعمیر کی جس میں طلبہ اور مریدین کے

* استاذ الحدیث مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

لیے علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اقامت کا بھی اہتمام کیا، اور پھر یہ مدرسہ شیخ عبدُ القادر جیلانی کے نام سے مشہور ہوا، یہ آج تک موجود ہے اور اس وقت مدرسہ قادریہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضور غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے شہزادے شیخ عبدالجبار تدریس فرمانے لگے اور ان کے بعد غوثِ اعظم کی اولاد میں سے مختلف افراد اس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ 656سنِ ہجری میں تاتاریوں نے بغداد میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا اور دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ غوثِ اعظم کے خاندان کے کثیر افراد کو بھی شہید کیا اور مسجد و مدرسے کو بھی منہدم کردیا، ان فتنوں کے بعد مختلف زمانوں میں اس مدرسے کی تعمیر و ترقی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ سن 1703ء میں عثمانی سلطان کے حکم سے دو نئے مدرسے بنا کر اس قدیم مدرسے میں شامل کر دیئے گئے۔

(الشیخ عبدالقادر الجیلانی الامام الزاھد القدوۃ، ص125، 127، 290، 292)

مدرسہ ناصریہ اور مدرسہ صلاحیہ چھٹی صدی ہجری میں سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃُ اللہِ علیہ نے بہت سے مَدارِس قائم کئے اور بے انتہا آمدنی ان پر وَقف کی، قاہرہ کے اندر انہی کے زمانے سے مدارس کی تاسیس ہوئی اور دِیارِ مصر میں پہلی بار مدرسہ ناصریہ 566ھ میں بنا، خود صلاحُ الدّین ایوبی نے اپنے نام سے "مدرسہ صلاحیہ" قائم کیا جس میں انہوں نے پہلی بار باضابطہ مدرس کے لئے تنخواہ کے علاوہ اور دیگر سہولیات فراہم کیں، اس مدرسہ میں سلطان نے شیخ نجمُ الدّین کو مقرر کیا اور ان کی تنخواہ چالیس دینار مقرر کی اور اَوقاف کی نگرانی بھی انہی کے سپرد کر کے دس دینار اس کا معاوضہ مقرر کیا، تقی الدین دَقیقُ العید، سراج بلقینی اور حافظ ابنِ حجر جیسے ائمہ نے وقتاً فوقتاً اس مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

دارُالحدیث النوریہ اسلامی دنیا کا پہلا دارُالحدیث دِمَشق میں 549ھ میں دارُالحدیث النوریہ کے نام سے قائم کیا گیا اور اس کا سہرا عظیم سلطان نورُ الدّین محمود زَنگی کے سَر ہے، اس دارُالحدیث کو انہوں نے اپنے شیخ محدث و مؤرخ حافظ ابنِ عساکر کے لیے بنوایا تھا، دمشق میں 18 دارُالحدیث تھے مگر دارُالحدیث النوریہ ان سب میں ممتاز تھا یہ مدرسہ آج بھی جامع مسجد کی شکل میں قائم ہے اور مسجد کے صحن میں نور الدین زنگی کا مزار بھی ہے۔

دارُالحدیث الاشرفیہ الملک الاشرف مظفرُ الدّین جو سلطان صلاحُ الدّین کے بھتیجے ہیں، انہوں نے قلعہ دمشق کے جوار میں ایک بڑی جگہ خرید کر دارُالحدیث الاشرفیہ کی عمارت تعمیر کی اور اس کے برابر میں شیخ کے لیے رہائش گاہ تیار کی، 15 شعبان630ھ کی مبارک رات میں الملک الاشرف نے اس دارُالحدیث کا افتتاح کیا، اور مشہور محدث امام حافظ ابو عَمْرو ابنِ صلاح الشہرزوری کو اس دارُالحدیث کا شیخ مقرر کیا، اس دارُالحدیث میں علمِ حدیث کی بہت سی اہم کُتب تصنیف کی گئیں، دمشق میں علمِ حدیث کو عروج دینے میں ان کا بڑا کردار ہے اور ان کا فیض آج تک سارے عالَم میں پھیل رہا ہے، یہاں تدریس کے فرائض انجام دینے والوں میں دنیا کے بڑے بڑے محدثین جیسے امام شرفُ الدّین نووی، امام ابوالحجاج مزی، امام تقی الدین سبکی اور ان کے بیٹے تاجُ الدّین سبکی، امام ابنِ کثیر اور خاتمُ الحفاظ ابنِ حجر عسقلانی بھی شامل ہیں، اس دارُالحدیث میں امام، مؤذن، قاریُ القراٰن، قاریُ الحدیث اور حدیث سننے والے افراد کے لیے وظائف مقرر تھے اور بہت سی جاگیریں عمارتیں دکانیں وغیرہ اس دارُالحدیث کے لیے الملک الاشرف کی طرف سے وقف تھیں۔

اس دارُالحدیث کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں دیوارِ قبلہ پر محراب کے اوپر ایک خوب صورت لکڑی کے صندوق میں نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اصلی نعلینِ مبارکہ آویزاں تھیں جو دمشق کے ایک تاجر موسیٰ شرف نظام بن ابوحدید سے الملک الاشرف نے حاصل کی تھیں۔

Go To Index

مدارسِ ہند علّامہ مقریزی نے اپنی مشہور کتاب ”کتاب الخُطط“ میں لکھا ہے: ”چودھویں صدی عیسوی میں محمد تغلق کے دور میں صرف دہلی شہر میں ایک ہزار مدرسے تھے۔“

کیپٹن ہیلیگزن ہملٹن مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے دور میں 1699ءمیں اس خطے میں آیا تھا، اس نے اپنے سفر نامے میں لکھا: ”صرف ٹھٹھہ شہر میں مختلف علوم و فنون کے چار سو مدارس تھے۔“ کیئر ہارڈی نے میکس پولر کے حوالے سے تحریر کیا ہے: ”انگریزوں کی علمداری سے قبل بنگال میں اسّی ہزار مدرسے موجود تھے، تقریباً ہر چار سو افراد کے لیے ایک مدرسہ تھا۔“ دہلی میں بہت سے عظیمُ الشّان مدارس موجود تھے۔

مدرسہ فیروز شاہی یہ دہلی کا سب سے مشہور اور اپنے عہد کا زبردست مدرسہ تھا، جسے فیروز شاہ نے فیروز آباد دہلی میں 753ھ میں قائم کیا تھا، مدرسہ اپنی شان و شوکت، خوبیِ عمارت و موقع اور حُسنِ انتظام و تعلیم کے لحاظ سے تمام مدارسِ ہند میں سب سے بہتر اور عمدہ تھا، مصارف کے لیے شاہی وظائف مقرر تھے، مدرسہ سے متصل مسجد تھی۔

دہلی کا سب سے آخرُ الذِّکر اور مشہور مدرسہ شاہ ولیُّ اللہ محدث دہلوی کے والدِ بزرگوار شاہ عبدالرحیم دہلوی کا ہے۔ اسی مدرسہ کی آغوش میں شاہ ولیُّ اللہ، قاضی ثناءُ اللہ پانی پتی، مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہ جید اہلِ علم پڑھ کر جواں ہوئے ہیں۔(دینی مدارس اور عہد حاضر کے تقاضے، ص41تا49، اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ،20/154تا179)

اَلحمدُ لِلّٰہ آج جو پورے عالَم میں علمِ دین کا نور پھیلا ہوا ہے وہ ان ہی قدیم مدارس کا فیض ہے، اور اِخلاص کے ساتھ اُس وقت میں ان مدارس اور جامعات کو شروع کرنے والوں کے لیے صدقہ جاریہ ہے، اللہ کریم علمِ دین کی درس گاہوں کو ترقی و دوام نصیب فرمائے اور ہم کو بھی اس عظیم کارِ خیر میں اپنا حصہ ملانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

Dar-ul-Madinah
Higher Secondary School
SEPARATE CAMPUSES FOR BOYS & GIRLS
Academic Excellence in a Shariah-Compliant Environment!
ADMISSIONS OPEN
OUR CAMPUSES
- Karachi
- Gujrat
- Rawalpindi
- Faisalabad

0313-2626024
APPLY ONLINE
www.dmcollegepk.net

Follow us on

Go To Index

(تیسری اور آخری قسط)

فقہی مسائل اور امیرِ اہلِ سنّت کے رسائل

مولانا محمد آصف اقبال عطاری مدنی*

شیخِ طریقت امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ کے فقہی ذوق اور شَرعی مسائل کے حوالے سے احتیاط کا اندازہ آپ کی بکثرت فقہی تحریرات سے بخوبی ہو جاتا ہے۔ سابقہ دو شماروں میں آپ کی طہارت، نماز، جنائز اور مساجد کے حوالے سے اہم کتب و رسائل کا تعارفی و شماریاتی جائزہ پیش کیا گیا، اس شمارے میں مزید چند اہم فقہی موضوعات پر رَہنمائی کرتے کتب و رسائل کا جائزہ ملاحظہ کیجیے:

پردے کے بارے میں سوال جواب (صفحات:399) شریعَتِ اسلامیہ نے عورتوں کو پردے کی خاص ہدایت فرمائی ہے۔ پردے کی شرعی حیثیت کو بیان کرنے والی اس بے مثال کتاب میں بصورتِ سوال وجواب پردے کے شَرعی اَحکام بیان ہوئے ہیں۔ کتاب 35 قراٰنی آیاتِ طیِّبہ، 92 احادیثِ مبارکہ، 165 شرعی و فقہی احکام، 10 اقوالِ بزرگانِ دین، 7 اوراد و وظائف، 12 مدنی پھول اور 46 واقعات وحکایات پر مشتمل ہے جس میں عورت کا لغوی معنٰی، پردے کی اسلامی حدود، مرد و عورت کے سِتر کہاں تک ہیں، مرد کے مَردوں سے اور عورت کے عورتوں سے پردے کے احکام، محارم سے پردہ نہ ہونے اور غیر محارم سے پردے کی تفصیل، دیور اور جیٹھ سے پردے کا مسئلہ، لے پالک (یعنی گود لیے ہوئے) بچّے اور بچّی سے پردہ، گھر سے باہر جانے کی احتیاطیں، دیُّوث کسے کہتے ہیں اور اُس کی مذمّت، لڑکے اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمریں، استاد اور پیر و مرشد سے پردہ اور اُن سے بات چیت کا مسئلہ، عورت کا تعلیمِ قراٰن اور حصولِ علم کے لیے باہر نکلنا جیسے مدارس، کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنا اور مخلوط نظامِ تعلیم کی مذمّت اور خرابیاں، مرد کے پاس عورت اور عورت کے پاس مرد کا پڑھنا، عورت کا نوکری کرنا جیسے ایئر ہوسٹس اور شعبہ نرسنگ وغیرہ کی جاب، عورت کا تنہا سفر کرنا، مرد و عورت کے ایک دوسرے سے علاج کروانے، چیک اپ کروانے اور انجکشن لگوانے کے شرعی احکام، اسلامی بہنوں کے لیے رول ماڈل ہستی سیِّدہ خاتونِ جنّت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا کا بے مثال پردہ، عورتوں کی مزارات پر حاضری کی شرعی حیثیت، خواتین کی نعت خوانی، عورتوں کے میک اپ اور فیشن، ہیجڑوں کے بعض مسائل، عشقِ مجازی اور کورٹ کی شادی اور مسئلۂ کفو کا تفصیلی بیان ہے، الغرض یہ کتاب خواتینِ اسلام کے لیے ایک زبردست تحفہ، عظیم نعمت اور ہر گھر کی ضَرورت ہے۔

چندے کے بارے میں سوال جواب (صفحات:100) مساجِد و مدارس کی تعمیر و ترقی، محافل واجتماعات کے انعقاد اور دیگر دینی اُمور کی انجام دہی کے لیے عطیات و صدقات کی ضَرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، اسی کو عرفِ عام میں چندہ کہتے ہیں۔ 6 آیاتِ مبارکہ، 27 احادیثِ طیبہ، 66 اقوال و فقہی اَحکام، ایک واقعہ اور 6 مدنی پھولوں پر مشتمل اس کتاب میں سُوالاً جواباً چندے کے اہم مسائل واحکام درج ہیں، چندے کی شرعی حیثیت، دورِ رسالت میں چندے کے معاملات، مسجد و مدرسہ کے چندے، کھانے اور پانی وغیرہ کے مصارف، چندے سے چراغاں اور افطاری، چندے کا ذاتی استعمال، چندے یا زکوٰۃ کے غلط استعمال پر تاوان کی صورتیں، حیلے کی شرعی حیثیت اور مسائل، کلی اختیارات کا مسئلہ، سماجی وفلاحی

*رکنِ مجلس اسلامک ریسرچ سنٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

Go To Index

اِداروں میں زکوٰۃ وغیرہ کا استعمال اور مدنی قافلوں میں جمع شُدہ اَخراجات کے مسائل وغیرہ اَلغرض اس رسالے میں بہت سارے وہ مسائل واحکام بیان ہوئے ہیں جن کا سیکھنا مدرسوں، مسجدوں اور مذہبی وسماجی اداروں کا چندہ کرنے والوں پر فرض ہے۔

اخبار کے بارے میں سوال جواب (صفحات:59) خبروں اور معلومات کا ایک ذریعہ اخبار بھی ہے، ذِمّہ دار لوگ باخبر رہنا پسند کرتے ہیں اور اس سے کثیر فائدے اُٹھاتے ہیں۔ یہ رسالہ صحافت واخبار کی شرعی حیثیت کو متعیّن کرتا ہے۔ اس میں صحافت کی تعریف، اخبار کی تاریخ وشروعات، غیر شرعی خبروں کی اِشاعت کا مسئلہ، چوری ڈکیتی اور چور کی خبروں کا حکم، ملزم کا نام چھاپنا کیسا، سنسنی وفتنہ انگیزی اور خوف وہراس پھیلانے کی مذمت، صحافت کی آزادی کا دائرہ کار، صحافیوں کا ٹوہ اور تجسس میں پڑنا، اخبار اور علماوشرفا کی کردار کُشی، اخباری اشتہارات کا معاملہ، کالم نگار کی رَاہنمائی، افواہیں اور امنِ عامہ کی تباہی، مُدیر کو کیسا ہونا چاہیے، اخباری دفتر میں نوکری، اخبار کی خریداری اور اخبار بینی کے شرعی احکام بیان کیے گئے ہیں اور 5 آیاتِ مبارکہ، 25 احادیثِ طیبہ، 9 شرعی وفقہی احکام، 10 اقوالِ بزرگانِ دین اور 2 واقعات پر مشتمل رسالے کے آخر میں اخبار سے جُڑے دینی، دنیاوی اور اُخروی خطرات سے بچنے کے 16 مدنی پھول بھی درج ہیں۔

دعوتوں کے بارے میں سوال جواب (صفحات:17) دعوتیں بھی انسانی زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلام نے دعوتوں کے بھی حقوق، احکام اور آداب بیان کیے ہیں۔ اس رسالے میں دعوتوں کے شرعی احکام ومسائل بیان ہوئے ہیں جیسے دعوتِ ولیمہ کی شرعی حیثیت، حُضور نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ولیموں کی کیفیت، ولیمہ کتنے دن تک ہو سکتا ہے، ولیمہ پر کتنا خرچ ہونا چاہیے، ایڈوانس ولیمہ کا حکم، دعوت قبول کرنے کے احکام، بِن بُلائے دعوت میں جانا، گانے باجے والی تقریبات میں شرکت کا مسئلہ، دعوتوں میں ریاکاری کی مذمت اور غریبوں کی دعوت وغیرہ اور آخر میں ولیمہ کرنے کی 8 نیتیں تحریر کی گئیں ہیں۔ رسالے میں 19 احادیث کریمہ، 23 شرعی وفقہی احکام، 11 اقوالِ بزرگانِ دین، 9 مدنی پھول اور 3 واقعات وحکایات درج ہیں۔

نعت خواں اور نذرانہ (صفحات:24) نعت خوانی ایک عظیم عبادت اور بڑی سعادت مندی ہے اور اس کا صِلہ اللہ پاک اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی عطا فرمائیں گے لہٰذا بندوں سے بصورتِ نذرانہ اس کا صلہ طلب کرنا قابلِ مذمت ہے۔ اس رسالے میں ایک آیت، 4 احادیثِ کریمہ، 2 اقوال اور 2 واقعات کی روشنی میں نعت خوانی کی اہمیت وفضیلت، پروفیشنل نعت خواں، نوٹ لُٹانے کا مسئلہ، نعت خواں اور کھانا اور نعت خوانی کے عوض نذرانہ لینے کے شرعی احکام بیان ہوئے، ضمناً محفلِ نعت، نعت خوانوں اور مقرّرین کی غیبتوں کے متعلّق مثالیں دی گئی ہیں۔

ذِکر والی نعت خوانی (صفحات:24) عشقِ رسول کو بڑھانے کا ایک عظیم ذریعہ نعت خوانی بھی ہے، نعت خواں بڑے خوش نصیب ہیں کہ انہیں اپنے آقا ومولیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعریف وتوصیف کے کثیر مواقع ملتے ہیں۔ اس رسالے میں نعت خوانی میں راہ پا جانے والے غلط طریقوں اور نامناسب انداز پر تنبیہ، اختلافی مسائل میں بہتر صورت پر عمل کی ترغیب، مسلمانوں کو منافرت اور فتنے سے بچانے کا حکم، اَنگشت نُمائی کے اسباب کی مذمت، علمائے دین کی توہین کے احکام، اہلِ ایمان کے دل خوش کرنے کی ترغیب اور نعت خوانوں سے عاجزانہ ودردمندانہ التجا وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ رسالہ 2 قرآنی آیاتِ طیِّبہ، 6 نبوی ارشاداتِ مبارکہ، 26 شرعی احکام، 14 اقوال اور 4 واقعات وحکایات پر مشتمل ہے۔

سگِ مدینہ کہنا کیسا؟ (صفحات:47) بزرگوں اور مقدّس مقامات سے اپنی عاجزی بھری نسبت ظاہر کرنا اسلاف کا طریقہ ہے۔ اس رسالے میں 8 آیاتِ مبارکہ، 10 احادیثِ کریمہ، 24 اقوال، 24 شرعی احکام اور 5 حکایات کی روشنی میں خود کو "سگِ مدینہ" کہنے کا جواز وثبوت، حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے منفرد ناموں اور اَلقابات کا استعمال جیسے شیر، تلوار، کشتی، اونٹ، حمار، مٹّی والے، بلّی والے وغیرہ، اُن کے اپنے لیے عاجزی بھرے کلمات، اسلاف کا اپنے لیے عاجزی والے الفاظ بولنا اور لکھنا، اَصحابِ کہف کے کتّے کے بارے میں تفصیلات اور آخر میں بات چیت کرنے کی سنّتوں اور آداب پر مشتمل 12 مدنی پھول درج ہیں۔

Go To Index

سفرنامہ

کوہِ طور کے جلوے

مولانا عبد الحبیب عطاری*

19دسمبر2025ء کی رات ایک یادگار اور روح پرور سفر کے آغاز کا سبب بنی۔ ”ذہنی آزمائش سیزن 17“ کا فائنل مکمل کرنے کے بعد تقریباً تین بجے ہم کویت کے راستے مصر کے لیے روانہ ہوئے۔ کویت ایئرپورٹ پر چند اسلامی بھائیوں سے ملاقات ہوئی، اور یہ دیکھ کر دلی خوشی محسوس ہوئی کہ وہاں موجود مسافر بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی اور مدنی چینل کا تذکرہ کر رہے تھے۔ یہ سب اللہ کریم کی بے پایاں رحمتوں کا فیضان تھا۔ اس سے پہلے بھی مصر جانے کا موقع ملا تھا، مگر دل میں ایک دیرینہ خواہش تھی کہ کوہِ طور کی حاضری نصیب ہو۔ اس بار دسمبر کی سخت سردی، سفر کی مشقت اور دشوار گزار راستوں کے باوجود یہ شوق غالب آیا اور امیرِ اہلِ سنت سے دعائیں لے کر ہم نے اس بابرکت سفر کا آغاز کیا اور بالآخر مصر پہنچ ہی گئے۔

کوہِ طور، شرم الشیخ شہر سے تقریباً تین گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔ اس سفر کے لیے باقاعدہ ایک پیکج کے تحت ہوٹل سے بس کے ذریعے روانگی ہوتی ہے۔ رات تقریباً ساڑھے آٹھ بجے بس آئی اور ہم اس میں سوار ہو گئے۔ راستے میں مختلف مقامات پر ہوٹلوں سے دیگر مسافروں کو ساتھ لیا جاتا رہا، یہاں تک کہ رات ایک بجے کے قریب ہم کوہِ طور کے دامن میں پہنچ گئے۔ یہ بات حیران کن تھی کہ اس سفر میں صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی شریک تھے، کیونکہ ان کے ہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور کوہِ طور کا ذکر عقیدت واحترام سے کیا جاتا ہے۔ راستے میں کئی مقامات پر سیکیورٹی چیکنگ بھی ہوتی رہی، جبکہ سردی اپنی شدت پر تھی۔ مسافروں نے گرم کپڑے پہن کر پہاڑ کی چڑھائی کا آغاز کیا، جو تقریباً تین سے ساڑھے تین گھنٹے پر مشتمل تھا۔ اس دوران ایک سہولت یہ بھی تھی کہ خواہش مند افراد اونٹ کی سواری اختیار کر سکتے تھے۔ ہم نے بھی سنت کی ادائیگی کی نیت اور سفر میں آسانی کے پیشِ نظر اونٹ کی سواری لی، جس کے ذریعے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تقریباً ستر فیصد راستہ طے ہو گیا۔

تقریباً دو گھنٹے کے بعد ہم اس مقام پر پہنچے جہاں سے اونٹ کی سواری ختم ہو جاتی ہے اور اس سے آگے تقریباً ساڑھے سات سو سیڑھیاں چڑھنا پڑتی ہیں۔ یہ مرحلہ واقعی آزمائش سے کم نہ تھا۔ ساری رات کی بیداری، سخت سردی اور جسمانی تھکن کے باوجود ہم مختلف مقامات پر وقفہ کرتے ہوئے سیڑھیاں طے کرتے رہے، وہاں جگہ جگہ کافی شاپس بنی ہوئی تھیں اور کھانے پینے کی چیزوں کی دکانیں بھی موجود تھیں، بہرحال یہ سیڑھیاں

نوٹ: یہ مضمون مولانا عبدُ الحبیب عطاری کے آڈیو پیغامات وغیرہ کی مدد سے تیار کر کے پیش کیا گیا ہے۔

* رکنِ شوریٰ و نگرانِ مجلس مدنی چینل

Go To Index

ختم ہوئیں اور ہم صبح چھ بجے کے قریب کوہِ طور کی چوٹی پر پہنچ گئے۔

چوٹی پر ایک مسجد بھی بنی ہوئی تھی جس میں ہم نے نمازِ فجر ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد کچھ دیر دعا، درود و سلام اور ذکر واذکار میں مشغول رہے، جس سے دل کو ایک عجیب سکون نصیب ہوا۔ وہاں ایک غار بھی موجود ہے، جس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اس میں چالیس راتیں قیام فرمایا تھا۔ یہ وہی مقدس مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا، یہ ایسا واقعہ ہے جو ایمان کو تازگی بخشتا ہے۔ اس واقعے کی تفصیل کچھ یوں ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کلام کی حقیقت اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کتابوں میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے طہارت کی، پاکیزہ لباس پہنا اور روزہ رکھ کر طورِ سینا میں حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل نازل فرمایا جس نے پہاڑ کو ہر طرف سے چار فرسنگ (یعنی 12 میل) کی مقدار ڈھک لیا۔ شیاطین اور زمین کے جانور حتّٰی کہ ساتھ رہنے والے فرشتے تک وہاں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ آپ کے لیے آسمان کھول دیا گیا تو آپ نے ملائکہ کو ملاحظہ فرمایا کہ ہوا میں کھڑے ہیں۔ آپ نے عرشِ الٰہی کو صاف دیکھا یہاں تک کہ اَلواح پر قلموں کی آواز سنی اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرمایا۔ آپ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی معروضات پیش کیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام کریم سنا کر نوازا۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو کلامِ ربانی کی لذت نے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا آرزومند اور مشتاق بنا دیا۔

چنانچہ بارگاہِ ربُّ العزّت میں عرض کی: ﴿رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ﴾ ترجمہ: اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیرا دیدار کرلوں۔[1]

یعنی صرف دل یا خیال کا دیدار نہیں مانگتا بلکہ آنکھ کا دیدار چاہتا ہوں کہ جیسے تو نے میرے کان سے حجاب اٹھا دیا تو میں نے تیرا کلامِ قدیم سن لیا ایسے ہی میری آنکھ سے پردہ ہٹا دے تاکہ تیرا جمال دیکھ لوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا: ﴿لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْۚ﴾ ترجمہ: تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا، البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھ، یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا۔[2]

یاد رہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا دیکھنا ممکن نہیں بلکہ دنیا میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے دیکھنے کی نفی کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ دیدارِ الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیونکہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روزِ قیامت مؤمنین اپنے ربّ کے دیدار سے فیض یاب کئے جائیں گے، اس کے علاوہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں، اگر دیدارِ الٰہی ممکن نہ ہوتا تو آپ ہرگز سوال نہ فرماتے[3] کہ اللہ کے نبی کسی محال شے کی دعا نہیں کرتے۔

قصہ مختصر، جب رب تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا تو وہ پہاڑ پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام بے ہوش ہو کر گر گئے، پھر جب ہوش آیا تو عرض کی: ﴿سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ(۱۴۳)﴾ ترجمہ: تو پاک ہے، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔[4]

یہاں ایک نکتہ قابلِ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنا دیدار کروانے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرمایا، پہاڑ تجلّیِ ربانی برداشت نہ کر سکا اور پاش پاش ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام بیہوش ہو کر زمین پر تشریف لے آئے جبکہ اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰىؕ(۷) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰىۙ(۸) فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰىۚ(۹) فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىؕ(۱۰) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى(۱۱) اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى(۱۲) وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

أُخْرٰى (۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى (۱۴) عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى (۱۵) اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى (۱۶) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى (۱۷)

ترجمہ: اس حال میں کہ وہ آسمان کے سب سے بلند کنارہ پر تھے۔ پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہوگیا۔ تو دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔ دل نے اسے جھوٹ نہ کہا جو (آنکھ نے) دیکھا۔ تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھارہا تھا جو چھارہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ (5)

اَلْحَمْدُ لِلّٰه! اس مقدس مقام کی زیارت کرنے کے بعد جب صبح کے سورج کی کرنیں پہاڑوں پر پھیلیں تو وہ منظر نہایت دلکش اور روح پرور تھا۔ ہر طرف ایک روحانی فضا اور ایک خاص کیفیت پورے ماحول پر طاری تھی۔

کچھ وقت وہاں گزارنے کے بعد ہمیں کوہِ تجلّی کے دیدار کا موقع بھی ملا، جو ایک نہایت بابرکت مقام سمجھا جاتا ہے۔ واپسی پر ایک اور عظیم مقام کی حاضری نصیب ہوئی، وہ درخت جہاں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس مقام پر کھڑے ہو کر دل پر ایک خاص ہیبت اور روحانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، اس عظیم واقعہ کا ذکر قرآنِ پاک میں بھی موجود ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام حضرت شعیب علیہ السّلام سے اجازت لے کر مَدْیَن سے مصر کی طرف اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے، آپ علیہ السّلام کے اہلِ بیت ہمراہ تھے اور آپ نے شام کے بادشاہوں (کی طرف سے نقصان پہنچنے) کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں مسافت طے کرنا اختیار فرمایا، اس وقت زوجۂ محترمہ حاملہ تھیں، چلتے چلتے طور پہاڑ کے مغربی جانب پہنچے تو یہاں رات کے وقت زوجۂ محترمہ کو دردِ زہ شروع ہوا، یہ رات اندھیری تھی، برف پڑ رہی تھی اور سردی شدت کی تھی، اتنے میں آپ علیہ السّلام کو دور سے آگ معلوم ہوئی۔ (6)

جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے آگ دیکھی تو اپنی زوجۂ محترمہ سے فرمایا: آپ یہیں ٹھہرو، میں نے ایک جگہ آگ دیکھی ہے، اس لیے میں جاتا ہوں، شاید میں تمہارے پاس اس آگ میں سے کوئی چنگاری لے آؤں یا مجھے آگ کے پاس کوئی ایسا شخص مل جائے جس سے درست راستہ پوچھ کر ہم مصر کی طرف روانہ ہو سکیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام اس آگ کے پاس تشریف لائے تو وہاں آپ علیہ السّلام نے ایک سرسبز و شاداب درخت دیکھا جو اوپر سے نیچے تک انتہائی روشن تھا اور آپ علیہ السّلام جتنا اس کے قریب جاتے اتنا وہ دور ہو جاتا اور جب آپ علیہ السّلام ٹھہر جاتے تو وہ قریب ہو جاتا، اس وقت آپ علیہ السّلام کو ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ! بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار دے کہ اس میں عاجزی کا اظہار، مقدس جگہ کا احترام اور پاک وادی کی خاک سے برکت حاصل کرنے کا موقع ہے، بیشک تو اس وقت پاک وادی طُویٰ میں ہے۔ (7)

ہمارا یہ سفر بظاہر جسمانی مشقت سے بھرپور تھا، مگر درحقیقت ایک روحانی تجربہ ثابت ہوا، ایسا تجربہ جس نے دل کو تازگی بخشی اور ایمان کو نئی حرارت عطا کی۔

اللہ کریم ہمیں ایسے بابرکت مقامات کی بار بار حاضری نصیب فرمائے اور ان سے حاصل ہونے والی روحانی کیفیات کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

---

(1) پ9، الاعراف: 143 (2) پ9، الاعراف: 143 (3) خازن، الاعراف، تحت الآیۃ: 143، 2/135، صاوی، الاعراف، تحت الآیۃ: 143، 2/707 ملتقطاً (4) پ9، الاعراف: 143 (5) پ27، النجم: 7 تا 17، سیرت الانبیاء، ص606 تا 608 (6) تفسیر کبیر، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 9، 8/15، خازن، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 9، 3/249-250 ملتقطاً (7) مدارک، طٰہٰ، تحت الآیۃ: 11-12، ص687، دیکھئے: صراط الجنان، 6/179 تا 181۔

بدعہدی کی قراٰنی وعیدات

عبد الرحمٰن عطّاری مدنی
(تخصص فی اللغۃ العربیۃ جامعۃُ المدینہ فیضان مدینہ کاہنہ نولاہور)

اسلام میں وعدہ پورا کرنا بنیادی اخلاقی قدر ہے۔ قراٰن مجید میں بار بار عہد کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے اور بدعہدی پر سخت تنبیہ فرمائی گئی ہے۔ وعدہ صرف زبانی بات نہیں، بلکہ یہ ایک ذمہ داری ہے جس سے دنیا اور آخرت کا انجام وابستہ ہے۔ جب انسان وعدہ توڑتا ہے تو اس کا اعتماد ختم ہوتا ہے، معاشرہ کمزور ہوتا ہے اور انسان اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لیتا ہے۔ اس مضمون میں قراٰن کریم سے چند واضح وعیدیں پیش کی جارہی ہیں:

1 بدعہدی پر پہلی سخت وعید

قراٰنِ کریم میں بدعہدوں کو "خاسر" کہا گیا۔ یعنی حقیقی نقصان اٹھانے والے۔ یہ خسارہ مال کا نہیں، ایمان اور آخرت کا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ(۲۷)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: وہ جو اللہ کے عہد کو توڑ دیتے ہیں پکّا ہونے کے بعد اور کاٹتے ہیں اُس چیز کو جس کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں وہی نقصان میں ہیں۔ (پ1، البقرۃ:27)

2 بدعہد پر اللہ کی لعنت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِۙ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ(۲۵)﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اور وہ جو اللہ کا عہد اسے پختہ کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور جسے جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اسے کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کے لیے لعنت ہی ہے اور اُن کے لیے برا گھر ہے۔ (پ13، الرعد:25)

یہاں بدعہدی کو فساد کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔ جو لوگ عہد

Go To Index

توڑتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی لعنت اور آخرت میں برا ٹھکانا ہے۔ یہ بہت سخت وعید ہے جو ہمیں اپنے وعدوں کے بارے میں سنجیدہ بناتی ہے۔

3 سب جانوروں سے بدتر

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ(۵۵) اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ(۵۶)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: بےشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔ (پ10، الانفال: 55، 56)

اس آیتِ مبارکہ میں بنو قریظہ کے یہودیوں کو سب جانوروں سے بدتر بتایا گیا جنہوں نے جنگ کے موقع پر عہد شکنی کرتے ہوئے کفارِ قریش کی عسکری امداد کی۔

ویسے تو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لانے والے سب جانوروں سے بدتر ہیں مگر باوجود کُفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ جب اس کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔ (دیکھئے: خزائن العرفان، ص331)

4 بدعہدی دل میں نفاق پیدا کرتی ہے

﴿فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ(۷۷)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تو اس کے پیچھے اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق رکھ دیا اس دن تک کہ اس سے ملیں گے بدلہ اس کا کہ انہوں نے اللہ سے وعدہ جھوٹا کیا اور بدلہ اس کا کہ جھوٹ بولتے تھے۔ (پ10، التوبۃ: 77)

اس آیت میں بتایا گیا کہ وعدہ خلافی دل کی بیماری بن جاتی ہے۔ جو شخص بار بار وعدہ توڑتا ہے، اس کے دل میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ نفاق ایمان کے لیے بہت خطرناک ہے۔ اس لیے وعدہ پورا کرنا ایمان کی حفاظت ہے۔

قراٰن مجید کی یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ بدعہدی کس قدر مذموم صفت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر وعدہ سوچ سمجھ کر کریں اور پھر اسے ہر حال میں پورا کریں، چاہے کاروبار کا معاملہ ہو، گھریلو تعلق ہو یا دینی ذمہ داری، وعدہ پورا کرنا ہی ایمان داری ہے۔

اللہ پاک ہمیں عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

خود پسندی کی مذمت حدیث کی روشنی میں

شیر زمان عطاری
(درجہ سادسہ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی)

خود پسندی مہلکات (یعنی ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال) میں سے ایک ہے، ان کے بارے میں ضروری احکام مسلمان کے لیے جاننا ضروری ہے:

خود پسندی کی تعریف

اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو منعمِ حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جائے۔ (دیکھیے: احیاء العلوم، 3/454) (یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صحت یا حسن و جمال یا دولت یا ذہانت یا خوش الحانی منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ یہ سب ربُّ العزت ہی کی عنایت ہے)

Go To Index

خود پسندی کا حکم

خود پسندی کو حدیث میں بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگرچہ تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو لیکن مجھے تم پر گناہ سے بھی بڑے جرم کا خوف ہے اور وہ ہے عُجُبْ یعنی خود پسندی۔ (مسند البزار، 13/326، حدیث:6936)

احادیثِ مبارکہ میں بہت سے مقامات پر خود پسندی کی مذمت فرمائی گئی ہے، چند احادیث پڑھیے:

خود پسندی کا نقصان

حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: گناہوں پر نادم ہونے والا اللہ پاک کی رحمت کا منتظر ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا منتظر ہوتا ہے۔

(شعب الایمان، 5/453، حدیث:7254)

خود پسندی بدصورت انسان ہوتی

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر خود پسندی انسانی شکل میں ہوتی تو وہ سب سے بدصورت انسان ہوتی۔

(جامع الاحادیث، 5/130، حدیث:17650)

ستر (70) سال کے عمل برباد

جامع الصغیر کی ایک روایت میں ہے: خود پسندی 70 سال کے عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ (جامع الصغیر، ص127، حدیث:2074)

عیبوں کی تشہیر (پھیلانا)

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شہرت طلب کرے گا (قیامت کے دن) اس کے عیبوں کی تشہیر ہو گی اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کا بدلہ دے گا۔ (بخاری، 4/247، الحدیث:6499)

احادیثِ کریمہ کی ان تعلیمات کا صحابۂ کرام پر کیسا اثر ہوا، خود پسندی سے کیسے بچتے تھے، پڑھیے:

مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ خود پسندی سے بہت زیادہ ڈرتے تھے اور جب لوگ آپ کی تعریف کرتے تو آپ اس طرح دعا مانگتے: یااللہ! مجھے اس سے بہتر بنا دے جو کچھ یہ کہتے ہیں اور جو کچھ یہ نہیں جانتے میرا وہ عمل بخش دے۔ (تنبیہ المغترین، ص241)

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ کی لوگ تعریف کرتے تو وہ اس طرح دعا مانگتے: یااللہ! میں اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو کچھ یہ کہتے ہیں اور تجھ سے اس عمل کی بخشش چاہتا ہوں جس کا انہیں علم نہیں۔

(تنبیہ المغترین، ص242)

اللہ پاک ہمیں خود پسندی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور احادیث مبارکہ پڑھ کر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مطالعہ اخلاقیات کی اہمیت و ضرورت

فراز عزیز پنہور
(درجہ رابعہ جامعۃ المدینہ فیضان عثمان غنی کراچی)

اخلاقیات ان اصولوں اور اقدار کا مجموعہ ہیں جو انسان کو اچھائی اور برائی میں فرق سکھاتے ہیں۔ یہ علم نہ صرف انسان کے ظاہر بلکہ باطن کی بھی اصلاح کرتا ہے۔ ایک مہذب اور کامیاب زندگی گزارنے کے لیے اخلاقیات کا جاننا اور اس پر

Go To Index

عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔

اسلام میں اخلاقیات کی بنیاد

اسلام نے اخلاقیات کو غیر معمولی اہمیت دی ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ ترجمہ: مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اچھے اخلاق کو مکمل کردوں۔ (مسند البزار، 15/364، حدیث: 8949)

شخصیت کی تعمیر میں کردار

مطالعۂ اخلاقیات انسان کی شخصیت کو نکھارتا ہے۔ اس کے ذریعے انسان میں سچائی، دیانت داری، صبر، شکر اور عاجزی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ اِيمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا ترجمہ: مومنوں میں کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(ترمذی 2/386، حدیث: 1165)

معاشرتی زندگی میں اہمیت

ایک اچھا معاشرہ اسی وقت قائم ہوتا ہے جب اس کے افراد اخلاقی اصولوں پر عمل کریں۔ اخلاقیات انسان میں برداشت، رواداری اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ وَاَقْرَبِكُمْ مِنِّي مَجْلِسًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَحَاسِنَكُمْ اَخْلَاقًا ترجمہ: تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے قریب وہ ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے۔

(ترمذی، 3/409، حدیث: 2025)

آخرت میں کامیابی کا ذریعہ

اخلاقیات انسان کو نہ صرف دنیا میں کامیاب بناتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی نجات کا سبب بنتے ہیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَا مِنْ شَيْءٍ اَثْقَلُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ ترجمہ: قیامت کے دن مومن کے میزان میں سب سے بھاری چیز اچھا اخلاق ہوگا۔ (ترمذی، 3/403، حدیث: 2009)

برائیوں سے بچاؤ

مطالعۂ اخلاقیات انسان کو جھوٹ، حسد، تکبر اور خود غرضی جیسی برائیوں سے بچاتا ہے۔ یہ انسان کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ کرتا ہے اور بہتر انسان بننے کی ترغیب دیتا ہے۔

تعلیم اور اخلاق کا امتزاج

صرف دنیاوی تعلیم انسان کو مکمل نہیں بناتی، بلکہ اخلاقی تعلیم بھی ضروری ہے۔ علم کے ساتھ اخلاق شامل ہونے سے انسان نہ صرف کامیاب ہوتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی مشعلِ راہ بنتا ہے۔

خاندانی اور معاشرتی استحکام

مطالعۂ اخلاقیات سے گھر کا ماحول بہتر بنانے میں مدد ملتی ہے جس کے نتیجے میں والدین اور اولاد کے درمیان محبت، احترام اور اعتماد قائم ہوتا ہے اور ایک مضبوط اور پرامن معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

روحانی ترقی کا ذریعہ

اخلاقیات انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتے ہیں۔ عاجزی، اخلاص اور حسنِ سلوک جیسی صفات دل کو پاکیزہ بناتی ہیں اور انسان کو روحانی سکون عطا کرتی ہیں۔

مطالعۂ اخلاقیات ہر انسان کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہ نہ صرف فرد کی اصلاح کرتا ہے بلکہ پورے معاشرے کو بھی سنوارتا ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی میں اچھے اخلاق کی تعلیم اپنائیں اور عمل کریں تو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات (اقتباسات)

1 مولانا طفیل احمد مصباحی (بھاگل پور، ہند): ماہنامہ فیضانِ مدینہ مطالعہ کی میز پر ہے، ماشآءَ اللہ! صوری و معنوی اعتبار سے رسالہ خوب سے خوب تر ہے۔ سارے مضامین و مندرجات وقیع اور معلومات افزا ہیں۔ دعوتِ اسلامی کی ہمہ گیر دعوت و تبلیغ نئی نسل کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

متفرق تأثرات و تجاویز (اقتباسات)

2 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک ایسا علمی اور اصلاحی میگزین ہے جو بے شمار مسلمانوں کے دلوں کو نورِ ایمان، محبتِ رسول اور دین کی صحیح تعلیمات سے منور کررہا ہے، اس کے ہر مضمون میں دعوتِ اسلامی کا مقصد نمایاں نظر آتا ہے، اس کی ترتیب و تزئین قاری کو خود بخود مطالعہ کی طرف مائل کرتی ہے۔ (محمد حامد مختار، سندھیلیانوالی، پنجاب) 3 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر مضمون بہت اچھا ہوتا ہے، بالخصوص اس کا سلسلہ **"مدنی مذاکرے کے سوال جواب"** میں بہت اچھے اور دلچسپ سوال جواب شامل کیے جاتے ہیں، اللہ پاک امیرِ اہلِ سنّت کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے، اٰمین۔ (محمد عبداللہ عطاری، بستی ملوک، ملتان) 4 آج کل کے دور میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ذریعے جس طرح رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت کی دینی و معاشرتی راہنمائی کی جارہی ہے اس کی مثال نہیں ملتی، اللہ پاک اس میگزین کو مزید ترقی عطا فرمائے، اٰمین۔ (محمد محبوب عطاری، جڑانوالہ، پنجاب) 5 ہم نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی پہلی بار بکنگ کروائی ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو مل رہا ہے، میں نیّت کرتی ہوں کہ دوسروں کو بھی اس کے مطالعے کی دعوت دوں گی۔ اِن شآءَ اللہ! (بنتِ نیامت علی، ملتان) 6 ماشآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں بہت اچھے مضامین ہوتے ہیں، بالخصوص اس میں **بچوں کے حوالے سے** بہت دلچسپ، سبق آموز اور تربیتی مضامین شامل کیے جاتے ہیں۔ (بنتِ ایاز عطاریہ، سمبڑیال، پنجاب) 7 مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے گزارش ہے کہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں **"گھریلو علاج"** بھی شامل کیے جائیں۔ (بنتِ احسن عطاریہ، طالبہ جامعۃ المدینہ گرلز، جڑانوالہ، پنجاب) 8 ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے ہماری معلومات میں بہت اضافہ ہورہا ہے۔ (نایاب شاہد، اسلام آباد) 9 ماہنامہ فیضانِ مدینہ سے ہمیں بہت سے دینی اور دنیاوی مسائل سیکھنے کا موقع مل رہا ہے، یہ علمِ دین پھیلانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ (بنتِ شکیل، راولپنڈی) 10 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچھا لگتا ہے، گھر بیٹھے علمِ دین حاصل کرنے کا یہ ایک بہترین ذریعہ ہے۔ (بنتِ ابراہیم، منڈی بہاؤالدین، پنجاب)

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

Go To Index

بچوں کے لیے پیاری حدیث

بزرگوں کی تعظیم کیجیے

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ یعنی بے شک اللہ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کی عزت کی جائے۔(1)

اسی حدیث پاک کی شرح میں ہے: بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرو یعنی وہ شخص جس کے بال سفید ہوچکے ہوں اور اُس کی عمر اسلام اور ایمان کی حالت میں گزری ہو۔(2)

پیارے بچو! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں اچھے اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی ہے اور زندگی کے ہر معاملے میں راہنمائی فرمائی ہے۔ اس حدیث پاک میں بزرگوں کے حقوق کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور بزرگوں کی عزت کو اللہ کی تعظیم سے جوڑ کر سمجھایا ہے یعنی جو بزرگوں کا احترام کرے، گویا وہ اللہ کی بڑائی بیان کرتا ہے۔

بزرگ افراد ہر گھر، گلی محلے یا خاندان کا حصہ ہوتے ہیں۔ اور گھروں کی رونق ہوتے ہیں، ان کی عزت و تکریم کرنا اسلامی تعلیمات ہیں۔ ان کی خدمت کرنی چاہیے، ان کے پاس بیٹھنا چاہیے، ان کو وقت دے کر ان سے باتیں کر کے ان کا دل بہلا کر دعائیں لینی چاہئیں اور ان کے تجربات اور سمجھداری سے فائدہ اٹھانا چاہیے، جو بچہ بزرگوں کی عزت کرتا ہے، لوگ اس سے پیار کرتے ہیں۔

بعض بچے بڑے بوڑھے افراد کو تنگ کرتے ہیں، ان کی کوئی چیز چھپا کر، ان کی بات نہ مان کر، ان کا مذاق اڑا کر، اور ان کے منع کرنے کے باوجود ان کے سامنے شور شرابا کرتے ہیں جس کے سبب وہ بیزار ہوتے ہیں۔

اچھے بچو! آپ بزرگوں کو تنگ نہ کریں بلکہ ان کے کام آئیں، سڑک پار کروائیں، سامان اٹھوائیں یا وضو کروانے میں مدد کریں، ان کی بات نہ کاٹیں، بزرگوں کو سلام میں پہل کریں، ان کی دست بوسی کریں، راستے میں چلتے ہوئے ان کو راستہ دیں ان سے آگے نہ چلیں، کھانے کے وقت دستر خوان پر اگر کوئی بزرگ ہوں تو ان سے پہلے کھانا شروع نہ کریں، انہیں ان کے نام سے نہ پکاریں بلکہ اچھے الفاظ کے ساتھ پکاریں، جیسے انکل جی، چچا جی، دادا جان وغیرہ۔

بزرگوں کے سامنے خود اونچی اور اچھی جگہ پر نہ بیٹھیں مثلاً اگر وہ نیچے بیٹھے ہوں تو ان کے سامنے صوفے وغیرہ پر نہ بیٹھیں کہ یہ بھی ان کی تعظیم ہے اس طرح جب کوئی بزرگ ٹرین یا بس وغیرہ میں آئیں تو ہو سکے تو ان کے لیے سیٹ چھوڑ دیں، اور اچھی جگہ بیٹھنے کی دعوت دیں، اس کا درس نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے عمل سے دیا، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ کی رضاعی والدہ آپ کے پاس تشریف لائیں تو پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کھڑے ہوگئے اور ان کے بیٹھنے کے لیے اپنی مبارک چادر بھی بچھا دی۔(3)

یادرکھیں! آج ہم نے جو کچھ پڑھا، اس کا مرکز وہی شروع میں لکھی حدیث پاک ہے۔ تو آپ بھی اپنے گھر، محلے، خاندان اور مسجد میں آئے ہوئے بزرگوں کا ادب و احترام کریں اور حدیث پاک پر عمل کر کے برکتیں پائیں۔

اللہ پاک ہمیں بزرگوں کا ادب و احترام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) ابوداؤد، 4/344، حدیث: 4843 (2) دلیل الفالحین، 2/12، تحت الحدیث: 354 (3) دیکھیے: مراٰۃ المناجیح، 6/533۔

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

جنگی حالات کی غیبی خبر

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

پیارے بچّو! ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے معجزات میں سے ایک معجزہ غیب کا علم بھی ہے یعنی بار ہا نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کسی ظاہری ذریعے کے بغیر گزشتہ یا آئندہ کے واقعات اور پوشیدہ حالات و معاملات کے بارے میں خبر دی، آئیے! آپ کے علمِ غیب سے متعلّق ایک واقعہ پڑھئے۔ 8 ہجری میں جنگِ مؤتہ اس وقت پیش آئی جب رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قاصد حضرت حارِث بن عُمیر رضی اللہُ عنہ کو شُرحبیل غسانی نے شہید کر دیا، حالانکہ اس سے پہلے کبھی رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا تھا۔ اس پر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 3000 مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر مقرّر فرمایا، ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ شہید کر دیے جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اور اگر انہیں بھی شہید کر دیا جائے تو پھر حضرت عبدُ اللہ بن رَواحہ امیر ہوں گے اور ان کی شہادت کے بعد مسلمان خود کسی کو منتخب کر لیں۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سفید جھنڈا دے کر ہدایت فرمائی کہ پہلے دعوتِ اسلام دیں، قبول نہ کریں تو قتال کریں، اور خود ثنیۃ الوداع تک انہیں رُخصت کرنے تشریف لے گئے۔ اُدھر دشمن نے خبر پاکر دو لاکھ سے زائد افراد کا لشکر جمع کر لیا۔

میدانِ جنگ میں دشمن کی تعداد اور ساز و سامان بہت زیادہ تھا، مگر مسلمان ثابت قدم رہے۔ ایک ایک کر کے حضرت زید بن حارثہ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبدُ اللہ بن رَواحہ رضی اللہُ عنہم تینوں ہی شہید ہو گئے۔ آخر کار مسلمانوں نے باہمی مشورے سے حضرت خالد بن ولید کو امیر بنایا، جنہوں نے بہترین حکمتِ عملی سے دشمن کو نقصان پہنچایا اور مسلمانوں کو بحفاظت واپس لے آئے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے میدانِ جنگ کا منظر ظاہر فرما دیا تھا لہٰذا آپ مدینہ طیبہ میں موجود رہ کر بھی جنگ کی تمام صورتِ حال ملاحظہ فرما رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ میں جنگ کی اطلاعات پہنچنے سے پہلے ہی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے تینوں ہی سپہ سالاروں کی شہادت کے بارے میں لوگوں کو بتا دیا، اور یہ بھی کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن ولید) نے جھنڈا سنبھال لیا، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔[2]

جب یعلیٰ بن اُمیہ مؤتہ کی خبر لے کر واپس آئے تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: چاہو تو تم مجھے بتاؤ اور اگر چاہو تو میں تمہیں جنگ کی صورتِ حال بتا دوں، انہوں نے عرض کیا: آپ ہی بتا دیجئے تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پورا واقعہ سنا دیا۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

Go To Index

اس پر انہوں نے کہا:
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا، آپ نے ان کے حالات کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا۔[3]
یقیناً مدینۂ منوّرہ سے ایک ہزار کلومیٹر سے بھی زیادہ دور ہونے والی جنگ کے حالات مدینہ میں رہتے ہوئے یوں بتادینا علمِ غیبِ مصطفےٰ کی واضح دلیل ہے۔ اس واقعے سے چند باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں:
مسلمان کو ہر حال میں سچّائی اور حق کے ساتھ کھڑا رہنا چاہیے چاہے مخالف کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں۔
ہمیں اپنے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شانِ نبوّت پر کامل یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے آپ کو خاص علم عطا فرمایا ہے۔
مشکل حالات میں گھبرانے کے بجائے ہمّت اور ثابت قدمی سے کام لینا چاہیے۔
اچھّا لیڈر وہ ہوتا ہے جو پہلے سے منصوبہ بندی کرے اور متوقع صورتِ حال سے نمٹنے کے پیشگی انتظامات کرے۔
اسلام ہمیں نظم و ضبط اور قیادت کی اہمیّت سکھاتا ہے کہ ہر کام ایک امیر کے تحت ہونا چاہیے۔
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت ہمیں دین کے لیے قربانیوں کا جذبہ دیتی ہے۔
بڑے نقصان کے بعد بھی ہمّت نہ ہارنا اور مشورے سے آگے بڑھنا کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔
جو کام مسلمانوں کی اتّفاقِ رائے سے ہو اس میں برکت ہوتی ہے۔
مسلسل کوشش اور مستقل مزاجی کامیابی کی چابی ہے۔
نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اپنے صحابہ سے محبت بھرا تعلّق ہمیں اپنے ساتھیوں سے محبّت اور خیر خواہی کا درس دیتا ہے۔

---

(1) دیکھئے: زرقانی علی المواہب، 3 / 340-350 (2) دیکھئے: بخاری، 2 / 548، حدیث: 3757 (3) دیکھئے: زرقانی علی المواہب، 3 / 355۔

جملے تلاش کیجیے! پیارے بچو! نیچے لکھے جملوں کو مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے۔

1 بزرگوں کو تنگ نہ کریں۔ 2 صحیح وقت پر اٹھایا گیا ایک قدم کسی کی زندگی بچا سکتا ہے۔ 3 سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ 4 مشورے سے آگے بڑھنا کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ 5 آپ کو چاہیے کہ ہر کام وقت پر کریں۔

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ
(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

جواب دیجیے

(ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں، تلاش کیجیے اور قرعہ اندازی میں حصہ لیجیے)

سوال 01: کس جنگ میں 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی؟
سوال 02: کس خوش نصیب صحابی کو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منہ کی سلامتی کی دعا دی تھی؟

◂ کوپن کی دوسری جانب تمام معلومات اور جوابات لکھیے اور صاف ستھری تصویر بنا کر اس واٹس اپ نمبر 923103330935+ پر بھیج دیجیے۔ ◂ 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی "مجلس تقسیم رسائل" کے تعاون سے مدنی چیک پیش کیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ
(اس چیک کے ذریعے مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے فری کتابیں یا ماہنامے خرید سکتے ہیں)

Go To Index

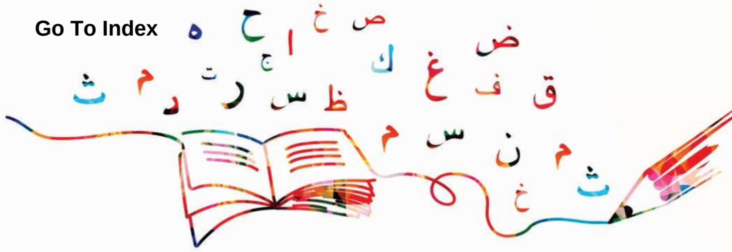

حروف ملائیے!

غ	ر	د	ہ	ع	ا	ث	ی	ل
ق	ن	ا	م	ق	و	ق	ر	ب
م	س	ش	ز	ط	ر	س	ک	ا
ر	س	و	ح	ن	ھ	خ	ا	ک
ت	ت	ر	ت	ق	و	ج	و	ا
ش	ی	خ	ق	ج	ن	ی	ٹ	ن
ت	ع	خ	م	د	ق	ت	ک	ی
ڑ	ش	ت	ق	ل	و	ب	ف	ک
ن	ر	ت	ن	ح	م	ر	ل	خ

پیارے بچو! سستی اور کام سے جی چرانا اور کام وقت پر نہ کرنا ایک بری عادت ہے جو آپ کی کامیابی کے راستے میں بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے۔ جو بچے اپنے کام وقت پر نہیں کرتے، وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور بعد میں پچھتاتے ہیں۔ یاد رکھیں! وقت بہت قیمتی ہے، جو گزر جائے وہ واپس نہیں آتا۔ آپ کو چاہیے کہ ہر کام وقت پر کریں چاہے وہ پڑھائی ہو یا گھر کا کوئی چھوٹا کام۔ جب آپ اپنا کام وقت پر مکمل کریں گے تو آپ کو خوشی بھی ہوگی اور سب آپ کی تعریف بھی کریں گے۔

یاد رکھیں! محنتی اور وقت پر کام کرنے والے بچے ہی آگے بڑھتے ہیں اور کامیابی انہی کے قدم چومتی ہے۔ لہٰذا آج ہی عہد کریں کہ ہر کام وقت پر اور محنت کے ساتھ کریں گے۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ ”وقت“ تلاش کر کے بتایا گیا ہے۔

تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 محنت 2 قدم 3 عہد 4 سستی 5 رکاوٹ۔

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جون 2026ء)

نام مع ولدیت: .... عمر: .... مکمل پتا: ....

موبائل/واٹس ایپ نمبر: .... (1) مضمون کا نام: .... صفحہ نمبر: ......

(2) مضمون کا نام: .... صفحہ نمبر: ...... (3) مضمون کا نام: .... صفحہ نمبر: ......

(4) مضمون کا نام: .... صفحہ نمبر: ...... (5) مضمون کا نام: .... صفحہ نمبر: ......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اگست 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جون 2026ء)

جواب 1: .... جواب 2: ....

نام: .... ولدیت: .... موبائل / واٹس ایپ نمبر: ....

مکمل پتا: ....

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اگست 2026ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

انسانی جان

مولانا حیدر علی مدنی*

گرمی کا موسم جوبَن پر تھا، بچّوں کی اسکولوں سے چُھٹیاں ہو چکی تھیں، البتہ حکومت کی اجازت سے ہفتے میں دو دن بچّوں کو سمر کیمپ کے لیے اسکول بلانے کی اجازت تھی تاکہ انہیں تعلیم کے ساتھ ساتھ ایک اچّھا مسلمان اور اچھا پاکستانی شہری بنانے کے لیے مختلف ایکٹوٹیز میں ان کی شمولیت کروائی جائے۔ اسی لیے آج اسکول میں چہل پہل تھی اور مختلف کلاسز کے انچارجز اپنی اپنی کلاس کے بچّوں کے ساتھ مصروف تھے۔ جبکہ ساتویں کلاس کے بچّوں میں جوش و خروش کا ایک الگ ہی عالَم تھا۔ دراصل آج کے سمر کیمپ کے دن ان کے لیے کچھ خاص تھا۔ سر بلال نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ آج وہ انہیں ایک ایسی جگہ لے جائیں گے جہاں ”زندگیاں بچائی جاتی ہیں“۔

وقتِ مقرّرہ پر سر بلال بچّوں کے ساتھ بس میں سوار ہو گئے اور بس اپنی منزل کی طرف چل پڑی، تقریباً بیس منٹ میں بس ایک چار دیواری کے سامنے رکی، جس کے مین گیٹ کے اوپر لگے بورڈ پر بڑے بڑے حُروف میں لکھا ہوا تھا ریسکیو 1122۔ مین گیٹ پر موجود چوکیدار سے اجازت ملتے ہی جیسے بس اندر داخل ہو کر پارکنگ کی طرف بڑھی تو ایک طرف سفید اور سرخ رنگ کی چمکتی ہوئی ایمبولینس اور آگ بجھانے والے بڑے بڑے لال ٹرک کی قطار دیکھ کر بچّوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ایسا نہیں تھا کہ بچّوں نے کبھی ایمبولینس نہیں دیکھی تھی لیکن ایک جگہ اتنی زیادہ ایمبولینس نہیں دیکھی تھیں۔

چار دیواری کے درمیان میں مرکزی عمارت موجود تھی جس کے دروازے کے اوپر بڑے بڑے حروف سے لکھا ہوا تھا: جس نے کسی شخص کو مرنے سے بچا لیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا۔(پ6، المآئدۃ:32)

سر بلال کی ہدایت کے مُطابق سبھی بچّے دو قِطاروں میں تقسیم ہو کر عمارت کے دروازے کی طرف بڑھے جہاں پہلے سے موجود ایک شخص نے بچّوں کا استقبال کیا۔ سلام کے بعد انہوں نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا: میرا نام احمد ہے اور میں اس ریسکیو سینٹر کا انچارج ہوں، آج ریسکیو سینٹر کا وزٹ آپ میرے ساتھ ہی کریں گے۔ اور پھر بچّوں کو لے کر عمارت

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

میں موجو دہال میں آ گئے۔

ہال میں ایک دیوار پر پورے شہر کا بڑا سا نقشہ لگا ہوا تھا، احمد صاحب اسی کے پاس آ کھڑے ہوئے، پھر نقشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: بچّو! جب آپ 1122 پر کال کرتے ہیں تو ہمیشہ آپ کے قریب ترین ریسکیو سینٹر سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے۔

ثوبان نے جلدی سے ہاتھ کھڑا کیا: سر! کیا آپ کو فوراً پتا چل جاتا ہے کہ ہم کہاں سے کال کر رہے ہیں؟

جی بچّو! ہمارے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی وجہ سے آپ کی کال ہمیشہ قریبی ریسکیو سینٹر سے ہی ملتی ہے تو شہر کی حد تک تو ہمیں لوکیشن پتا چل ہی جاتی ہے لیکن بالکل ٹھیک ٹھیک جگہ کی لوکیشن پوچھنا پڑتی ہے۔ لیکن یادرکھیں! کبھی بھی پرینک کال یا جھوٹی کال نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس وقت شاید کوئی زندگی اور موت کے درمیان ہو اور لائن مصروف ہونے کی وجہ سے اس کی مدد نہ ہو سکے۔

پھر سر احمد بچّوں کو ایک ایمبولینس کے پاس لے گئے اور بتانے لگے: ہر ایمبولینس میں ابتدائی طبّی امداد First aid کا مکمل سامان موجود ہوتا ہے پھر خاص طور پر آکسیجن سلنڈر اور ایک مشین دکھاتے ہوئے کہا: اسے ڈی فیبریلیٹر کہتے ہیں، یہ بند ہوتے دل کو دوبارہ دھڑکانے میں مدد دیتی ہے۔

اُسید نے سوال کیا: سر! اگر ہمیں سڑک پر کوئی حادثہ نظر آئے تو کیا کریں؟

احمد صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا: بیٹا! سب سے پہلے اپنی حفاظت دیکھنی چاہیے۔ پھر 1122 کو کال کریں اور حادثے کی درست جگہ بتا دیں، کال پہ موجود ریسکیو ممبر کو جگہ سمجھ نہیں آ رہی تو اسے کسی قریبی مشہور جگہ کا بھی بتائیں۔ جب تک ریسکیو ٹیم نہ پہنچے، زخمی کو بلا ضرورت حرکت نہیں دینی چاہیے۔

وزٹ کا سب سے دلچسپ حصّہ وہ تھا جب احمد صاحب نے ایک بچّے کو بلایا تو معاویہ ان کے پاس جا کھڑے ہوئے، پھر انہیں گھاس پر لٹایا گیا اور احمد صاحب نے سکھایا کہ کسی کا سانس یا دل کی دھڑکن بند ہو جانے کی صورت میں اسے ابتدائی طبّی امداد کیسے دی جائے گی، سینے پر زور ڈالنے کے ساتھ ساتھ اس وقت تک منہ کے ذریعے مصنوعی سانس دیتے رہنا چاہیے جب تک ریسکیو ٹیم نہ آجائے یا مریض کی طبیعت سنبھل نہ جائے۔

اس کے بعد احمد صاحب کہنے لگے: بچّو اب میں آپ کے ٹیچر کی اجازت سے آپ کو ایک ہوم ورک دینے لگا ہوں:

"ایمر جنسی کارڈ بنانا" ایک چھوٹا سا کارڈ (Cardboard) لیں اور اس پر اپنے اور گھر والوں کے لیے ضَروری فون نمبرز لکھیں:

ریسکیو: 1122

پولیس: 15

فائر بریگیڈ: 16

ابو اور امی کا فون نمبر۔

اور اس کارڈ کو فریج پر یا کسی ایسی جگہ لگائیں جہاں سے سب اسے دیکھ سکیں۔

دوسرا آپ نے اپنے کسی ایک دوست کو یہ سمجھانا ہے کہ ہمیں ایمبولینس کو ہمیشہ راستہ دینا چاہیے اس چھوٹی سی مدد کے ذریعے وہ کسی کی جان بچا سکتے ہیں۔

پھر سر بلال اور بچّوں نے احمد صاحب کا شکریہ اَدا کیا اور واپس روانہ ہو گئے۔ بس اسکول کی طرف بڑھ رہی تھی، لیکن آج ان بچّوں کے ذہنوں میں ایک عَزْم تھا "جان بچانے کا عَزْم"۔ وہ سیکھ چکے تھے کہ تھوڑی سی معلومات اور صحیح وقت پر اُٹھایا گیا ایک قدم کسی کی زندگی بچا سکتا ہے۔

Go To Index

بچّوں کو رحم دلی کی تربیَت کیسے دیں؟

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

انسانی معاشرے کی خوبصورتی محبّت، ہمدردی اور رَحم دلی جیسے اوصاف سے قائم ہے، اور ان اوصاف کی بنیاد گھر سے ہی رکھی جاتی ہے۔ بچے فطرتاً نرم دل ہوتے ہیں، مگر ان کی صحیح تربیَت نہ ہو تو یہی بچے سخت دل بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لیے والدین پر یہ اَہم ذمّہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی ایسی تربیَت کریں جس میں رحم دلی، دوسروں کے لیے احساس، اور مدد کا جذبہ شامل ہو۔

رحم دلی سے مراد دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کرنا، ان کے ساتھ نرمی اور شفقت کا برتاؤ کرنا، اور ضرورت کے وقت ان کی مدد کے لیے آگے بڑھنا ہے۔

معزز والدین! موجودہ دَور میں خود غرضی اور بے حسی بڑھتی جارہی ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ بچّوں کو رحم دل بنائیں۔ آیئے! چند ایسے طریقے جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ جن کے ذریعے ہم بچّوں میں رَحم دلی کی صِفت پیدا کرسکتے ہیں۔

رَحم دلی کی اَہمیّت بچّوں کو رحم دلی کی تربیت دینے کے لیے رحم دلی کی اہمیّت بتائیں۔ ۞ رحم دلی کو قراٰنِ کریم میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی صفت بتایا گیا ہے کہ وہ آپس میں رحم دل ہیں۔(1) اس سے رحم دلی کی اہمیّت واضح ہوتی ہے۔

احادیث میں مختلف الفاظ سے رحم دلی کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے چند احادیث بچّوں کو سنایئے۔ ۞ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مؤمنوں کی مثال (باہمی رحم دلی میں) ایک جسم کی طرح ہے، اگر ایک عضو تکلیف میں ہو تو پورا جسم بے خوابی اور بخار کی سی کیفیت میں مبتلا رہتا ہے۔(2)

تکبر اور تحقیر سے بچائیں بچّوں کو رحم دلی کی تربیت دینے کے لیے ضَروری ہے کہ انہیں تکبّر اور دوسروں کی تحقیر جیسے بُرے رویّوں سے بچایا جائے۔ جب بچّہ خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگتا ہے تو اس کے دل میں رحم دلی اور ہمدردی کی جگہ ختم ہونے لگتی ہے۔ اس لیے والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو عاجزی و انکساری کی اہمیّت سمجھائیں اور یہ بتائیں کہ اصل عزّت انسان کے اخلاق میں ہوتی ہے، نہ کہ دولت، طاقت یا شکل وصورت میں۔ بچّوں کو یہ بھی بتائیں کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں اس لیے کسی کو کمتر سمجھنا یا اس کی بے عزّتی کرنا درست نہیں۔ جب بچّے یہ سیکھ جاتے ہیں تو ان کے دل میں خود بخود رحم دلی، محبت اور انسانیّت پیدا ہو جاتی ہے۔

رَحم دلی کے فائدے بتائیں بچّوں کو رَحم دلی کی تربیت دینے کے لیے رحم دلی کے فائدے بتائیں۔ رحم دلی کا ایک فائدہ یہ ہے اس سے اللہ پاک کی رحمت حاصل ہوتی ہے۔ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک اپنے رحم دل بندوں پر ہی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ ذمہ دار ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

رحم فرماتا ہے، لہٰذا اہلِ زمین پر رحم کیا کرو آسمان کا مالک تم پر رحم فرمائے گا۔ (3)

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ رحم دلی جنّت میں داخلے کا سبب ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تَرَاحَمُوْا یعنی تم اس وقت تک جنّت میں داخِل نہیں ہوسکتے، جب تک آپس میں رحم دِل نہ ہو جاؤ۔ (4)

رحم دلی کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے دلوں میں محبّت اور اپنائیت پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص دوسروں کے ساتھ نرمی، ہمدردی اور شفقت کا رویہ اختیار کرتا ہے، لوگ اس کی طرف خود بخود مائل ہوتے ہیں اور اس سے دل سے محبّت کرنے لگتے ہیں۔

بچوں کو بتائیے کہ پیارے بچو! جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اس کا دل آہستہ آہستہ سخت ہو جاتا ہے، پھر وہ کسی کی تکلیف محسوس نہیں کرتا اور جب کوئی کسی کی تکلیف محسوس نہیں کرتا تو لوگ بھی اس کی تکلیف کے وقت میں اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اس کے دوست کم ہو جاتے ہیں، بے رحم شخص کو کوئی پسند نہیں کرتا، اس سے ہر کوئی دور رہنے لگتا ہے یوں بے رحم بندہ اکیلارہ جاتا ہے۔

بے رحمی کے باعث لڑائی جھگڑے بڑھ جاتے ہیں کیونکہ جس پر ظلم ہوتا ہے تو وہ بدلہ لینے کی کوشش کرتا ہے جس سے جھگڑے بڑھتے ہیں۔

بے رحم بندے کی عزّت کم ہو جاتی ہے۔ لوگ ایسے بندے کو برا سمجھتے ہیں، اور اس کی عزت اور قدر کم ہو جاتی یا آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔

جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا اسے خود بھی سکون نہیں ملتا وہ اندر سے بے چین رہتا ہے۔

والدین خود رحم دلی کا مظاہرہ کریں بچّہ اپنی ابتدائی زندگی میں اپنے والدین سے سیکھتا ہے، اور انہی کے رویّے اس کی شخصیت کا حصّہ بن جاتے ہیں۔ اگر والدین خود رحم دل، نرم مزاج اور دوسروں کا خیال رکھنے والے ہوں تو بچّے بھی انہی خوبیوں کو اپناتے ہیں۔ لیکن اگر بچّوں کی اس طرف توجہ نہ دلائی جائے تو وہ خود غرض اور بے حس بھی بن سکتے ہیں۔ اس لیے ضَروری ہے کہ والدین اپنے بچّوں کی ایسی تربیت کریں جس سے ان کے اندر رحم دلی، ہمدردی اور انسانیّت کا جذبہ پیدا ہو سکے۔

بچوں کو رحم دلی کا پریکٹیکل بتائیں کہ آپ رحم دلی کا اظہار یوں کرسکتے ہیں کہ

- اپنے ارد گرد لوگوں کی ضرورتوں کو پہچانیں اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کریں۔
- اگر کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کریں، اس کا حال پوچھیں اور اس کے لیے دعا بھی کریں اور اس کے پاس دوا کے پیسے نہ ہوں تو اپنے ابو، چچا یا بڑے لوگوں کو بتا کر اس کے لیے دوا کا انتظام کریں۔
- اگر کسی بچے کے پاس پڑھنے کے لیے کتابیں نہ ہوں تو اس کی مدد کے لیے کتابیں دلوانے کی کوشش کریں۔
- کسی کے گھر کھانا نہیں ہے تو اپنے گھر والوں کو بتا کر ان کے لیے کھانے کا بندوبست کریں۔
- جن بچوں کے پاس کھلونے نہ ہوں تو انہیں اپنے ساتھ کھیل میں شامل کریں۔
- کسی غریب بچے کے پاس مناسب کپڑے نہ ہوں تو اپنے بڑوں کے ذریعے اس کے لیے کپڑوں کا انتظام کریں۔

محترم والدین! آیئے! ہم سب مل کر اپنے بچوں کو رحم دل بنا کر ایک خوبصورت اور محبتوں بھرا معاشرہ قائم کرنے کی کوشش کریں۔

---

(1) دیکھیے: پ26، الفتح:29 (2) بخاری، 4/103، حدیث: 6011 (3) ترمذی، 3/381، حدیث: 1931 (4) مستدرک، 4/282، حدیث: 7389۔

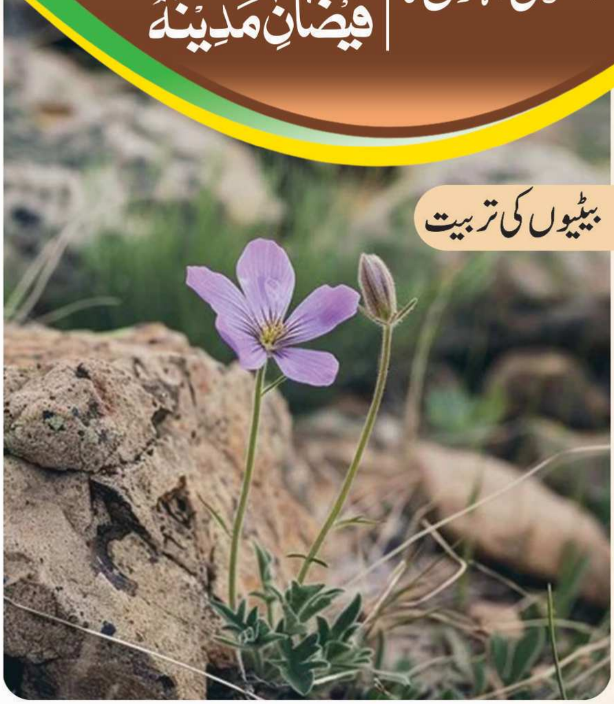

بیٹیوں کو صبر و تحمل کی تربیت دیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

بڑی سے بڑی مشکلات اور آزمائشیں ختم ہو کر رہتی ہیں اور کڑوے لہجے میٹھے بھی ہو جاتے ہیں، لیکن اس کے لیے صبر کرنا پڑتا ہے۔ صبر و تحمل ایک ایسا ہتھیار ہے، جس سے طوفانوں کا رُخ موڑا اور مشکل سے مشکل مسئلے کا حل نکالا جاسکتا ہے۔ صبر انسان کی شخصیت بھی نکھارتا ہے۔

مردوں اور عورتوں کی زندگی میں کئی معاملات کی کیفیت الگ ہوتی ہے۔ اسی طرح پریشانیوں اور مصائب میں صبر و تحمل کی کیفیت بھی الگ ہوتی ہے۔ ایسی صورتِ حال میں ماں باپ پر بیٹیوں کی تربیت کے معاملے میں بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

مائیں اپنی بیٹیوں کو کم عمری ہی سے پوری توجہ، شفقت و محبت کے ساتھ مثبت شخصیت کی حامل بنانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بچپن کا سکھایا ہوا پختہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: مَثَلُ الَّذِی یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ فِیْ صِغَرِہٖ کَالنَّقْشِ عَلَی الْحَجَرِ بچپن میں علم حاصل کرنے والے کی مثال پتھر کے نقش کی سی ہے۔[1]

صبر کی اہمیت اور صبر اپنانے کی ذہن سازی کے لیے سب سے پہلے تو بیٹی کو بتائیں کہ ”صبر“ رکنے، ٹھہرنے یا باز رہنے کا نام ہے اور نفس کو اس چیز سے روکنا (یعنی ڈٹ جانا) جس سے رکنے (ڈٹے رہنے) کا عقل اور شریعت تقاضا کر رہی ہو صبر ہے۔ صبر دو طرح کا ہوتا ہے: پہلا بدنی صبر جیسے بدنی مشقتیں برداشت کرنا اور ان پر ثابت قدم رہنا۔ دوسرا طبعی خواہشات اور خواہش کے تقاضوں سے صبر کرنا۔[2] قراٰنِ مجید میں ہے: ﴿وَ اصْبِرُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَۚ(۴۶)﴾ ”ترجَمۂ کنزُالایمان: اور صبر کرو بیشک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔“[3]

بیٹی کو بتائیں کہ مسلمان کے لیے صبر میں بڑی بھلائی ہے، اللہ پاک نے مسلمان کے لیے خیر ہی خیر رکھی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: مؤمن کا معاملہ کتنا عجیب ہے کہ اس کے لیے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اگر اسے خوشی پہنچے اور شکر کرے تو یہ اس کے لیے خیر ہے اور اگر مصیبت پہنچے اور اس پر صَبْر کرے تو یہ اس کے لیے بھلائی ہے۔[4]

ہماری زندگی میں جو مشکلات آئیں گی اس وقت ہم نے نماز نہیں چھوڑنی، صبر کا دامن نہیں چھوڑنا۔ بلکہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حیاتِ طیبہ میں کیسے کیسے دردانگیز لمحے آئے لیکن آپ نے ہمیشہ صبر کیا، جیسا کہ

1 جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مکہ میں دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو کفار نے آپ کو جھٹلایا، طعنے دیے، حتّٰی کہ جسمانی اذیتیں بھی پہنچائیں۔ لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بدلہ نہیں لیا بلکہ ہمیشہ صبر اور نرمی کا راستہ اختیار فرمایا۔ اس میں سبق ہے کہ مشکل حالات میں بھی اخلاق اور حوصلہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

Go To Index

2 تین سال تک آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شعبِ ابی طالب میں شدید بھوک، پیاس اور تنگی برداشت کی۔ کھانے کو کچھ نہ ہوتا، بچے بھوک سے روتے، مگر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اللہ پر بھروسا اور صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ یہ مثال سکھاتی ہے کہ آزمائشیں وقتی ہوتی ہیں، صبر کرنے والوں کے لیے آسانی ضرور آتی ہے۔

3 جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے نہ صرف دعوت کو رد کیا بلکہ آپ پر پتھر برسائے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم لہولہان ہو گئے، مگر اس کے باوجود آپ نے بددعا کے بجائے ان کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی۔ اس میں سبق ہے کہ اگر کبھی آپ کی جائز باتیں اور مطالبات بھی نہیں مانے جاتے تو صبر کریں اور تکلیف دینے والوں کے لیے بھی خیر خواہی کا جذبہ رکھنا چاہیے۔

4 جب مکہ فتح ہوا تو وہی لوگ جو برسوں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ستاتے رہے، آپ کے سامنے بے بس کھڑے تھے۔ لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سب کو معاف فرما دیا اور فرمایا: ”آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔“ یہ اعلیٰ درجے کے صبر اور برداشت کی مثال ہے کہ طاقت ہونے کے باوجود انتقام نہ لیا جائے۔ آپ آسودہ حال ہو جائیں تو جنہوں نے کمزوری میں تنگ کیا تھا ان کو بدلے میں تنگ نہ کریں۔

5 نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں کبھی کبھی کئی کئی دن چولہا نہیں جلتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ پورا مہینا گزر جاتا اور گھر میں آگ نہیں جلتی تھی، صرف کھجور اور پانی پر گزارا ہوتا تھا۔[5] اس کے باوجود ازواجِ مطہرات نے کبھی شکایت نہ کی بلکہ صبر، شکر اور قناعت کے ساتھ زندگی گزاری۔ یہ مثال بیٹیوں کو سکھاتی ہے کہ تنگی اور کمی بیشی زندگی کا حصہ ہے، اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر حال میں صبر کرے، اللہ پر بھروسا رکھے اور ناشکری سے بچے۔

---

(1) مجمع الزوائد، 1 / 333، حدیث: 515 (2) صراط الجنان، پ 2، البقرہ، تحت الآیۃ: 153، 1 / 279 (3) پ 10، الانفال: 46 (4) مسلم، ص: 1222، حدیث: 7500، ملتقطاً (5) شمائل ترمذی، ص 208، حدیث: 352۔

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3 / 285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنٰی اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لیے	معنٰی	نسبت
محمد	مسعود	خوش نصیب	مشہور ولی اللہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃُ اللہِ علیہ کا مبارک نام
محمد	عبد الرحمٰن	رحمٰن کا بندہ	مشہور عاشقِ رسول مولانا جامی رحمۃُ اللہِ علیہ کا مبارک نام
محمد	حشمت	شان و شوکت	شیرِ بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خان رحمۃُ اللہِ علیہ کا مبارک نام

بچیوں کے 3 نام

ماریہ	چمک دمک والی	کنیزِ رسول کا بابرکت نام
رَملہ	زمین کا بلند حصہ	صحابیہ رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام
وَجیہہ	خوبصورت	اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز کا بابرکت نام

Go To Index

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی فضیل رضا عطاری*

1 دورانِ وضو سر پر لگی مہندی پر مسح کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت نے جب پورے سر پر مہندی کا لیپ کیا ہوا ہو اور اسی دوران نماز کا وقت داخل ہو جائے، تو کیا سر پر موجود مہندی کے لیپ پر مسح کرنا شرعاً درست ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

بالوں پر مہندی لگی ہونے کی صورت میں مسح کا حکم یہ ہے کہ اگر مہندی کا لیپ اتنا گاڑھا ہے یا خشک ہو کر اتنا سخت ہو چکا ہے کہ نیچے سر کی کھال یا بالوں تک پانی نہیں پہنچے گا، تو اب مہندی کے اوپر سے مسح درست نہیں ہو گا، البتہ اگر مہندی کا لیپ باریک ہو یا اس کا کوئی موٹا جرم موجود نہ ہو تو حکم میں تفصیل ہے اگر مسح کرتے وقت ہاتھ کی تری پانی ہی رہے اور اس میں مہندی کے اجزاء اتنے نہ ملیں کہ وہ پانی کی حقیقت کو بدل دیں، تو اس صورت میں مسح درست ہے اور اگر ہاتھ کی تری مہندی کے اثر سے اس حد تک بدل جائے کہ اسے مطلق پانی نہ کہا جاسکے، تو پھر ایسی صورت میں مسح درست نہیں۔

یاد رہے کہ سر سے لٹکتے بالوں پر مسح کر لینا کافی نہیں، اس سے مسح کا فرض ادا نہیں ہوتا، بلکہ خاص چوتھائی سر کی مقدار پر مسح کرنا فرض ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 بعدِ نفاس پندرہ دن کے اندر خون آنے کا شرعی حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے پہلے بچے کی پیدائش ہوئی اور مجھے چالیس دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو میں نے غسل کر کے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں، پھر تیرھویں دن مجھے دوبارہ خون شروع ہو گیا، تو میں نے نماز چھوڑ دی۔ یہ خون دو دن جاری رہ کر بند ہو گیا۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ ان دو دنوں کی نمازوں کی قضاء ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق دو حیضوں اور نفاس و حیض کے درمیان کامل طہر یعنی کم از کم پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے، اگر حیض یا نفاس ختم ہونے کے بعد پندرہ دن پورے ہونے سے پہلے خون آجائے تو وہ حیض نہیں، بلکہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہوتا ہے اور استحاضہ کی حالت میں نماز روزہ معاف نہیں ہوتے۔

اس کے مطابق پوچھی گئی صورت میں نفاس ختم ہونے کے بعد تیرھویں دن خون آیا جو کہ دو دن تک جاری رہا، تو یہ استحاضہ کا خون ہوا، لہٰذا ان دو دنوں کی نمازوں کی قضاء فرض ہے۔ نیز بلاوجہ شرعی نمازیں قضاء کرنے کی وجہ سے آپ گنہگار بھی ہوئیں، اس سے توبہ کرنا بھی لازم ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

Go To Index

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطاری مدنی*

جامعۃ المدینہ پاکستان کے تحت "افتتاحِ بخاری" کا سلسلہ امیرِ اہلِ سنّت نے "بخاری شریف" کی پہلی حدیث کا درس دیا

دعوتِ اسلامی کے شعبہ جامعۃ المدینہ پاکستان کے تحت 4 مارچ 2026ء کو عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی میں "افتتاحِ بخاری شریف" کے سلسلے میں ایک عظیم الشان تقریب منعقد ہوئی۔ کراچی کے دورۃ الحدیث کے طلبہ براہِ راست جبکہ دیگر شہروں کے ہزاروں طلبہ مدنی چینل کے ذریعے اس علمی وروحانی اجتماع کا حصہ بنے۔ تقریب میں نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی، نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطاری اور اراکینِ شوریٰ نے خصوصی شرکت کی۔ اس کے علاوہ جامعۃ المدینہ کے اساتذہ اور دیگر ذمہ داران بھی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ تقریب کے مرکزی حصے میں امیرِ اہلِ سنت نے بخاری شریف کی پہلی حدیثِ پاک پڑھتے ہوئے اس کی شرح بیان فرمائی اور "نیت" کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اخلاصِ نیت ہی اعمال کی قبولیت کی بنیاد ہے۔ پروگرام کے اختتام پر امیرِ اہلِ سنت نے ملکِ پاکستان کی سلامتی، امتِ مسلمہ کی سربلندی اور دنیا بھر کے پریشان حال اور مظلوم مسلمانوں کے لیے دعا کروائی۔ واضح رہے کہ اس سال (2026ء) دورۃ الحدیث شریف میں پہنچنے والے طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد تقریباً 8278 ہے۔

ایکسپو سینٹر لاہور میں دستارِ فضیلت و تقسیم اسناد اجتماع مفتی محمد ہاشم خان عطاری نے سنتوں بھرا بیان کیا

دعوتِ اسلامی کے تعلیمی بورڈ کنزالمدارس پاکستان کے تحت 02 اپریل 2026ء بروز جمعرات ایکسپو سینٹر لاہور میں درسِ نظامی، حفظ وناظرہ اور دیگر کورسز کرنے والے طلبۂ کرام کے اعزاز میں "Certificate Awarding Ceremony" کا انعقاد کیا گیا۔ Ceremony تلاوتِ قراٰن، نعت شریف اور دیگر مختلف سیشنز پر مشتمل تھی جس میں مبلغین دعوتِ اسلامی کے ساتھ ساتھ طلبۂ کرام نے بھی حصہ لیا جبکہ خصوصی طور پر استاذُ الحدیث مفتی محمد ہاشم خان عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے سنتوں بھرا بیان کیا اور شرکا کی دینی رہنمائی کرتے ہوئے طلبۂ کرام کو اپنے منصب کے مطابق دینِ متین کی خدمت کرنے اور معاشرے کی اصلاح میں بھرپور کردار ادا کرنے کی ترغیب دلائی۔ اس موقع پر رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری نے بھی شرکا کی دینی، اخلاقی اور تنظیمی رہنمائی کی۔ بیان کے بعد مفتی ہاشم خان عطاری اور دیگر اساتذۂ کرام نے فارغ التحصیل ہونے والے کم و بیش 350 علمائے کرام کے سروں پر دستار سجائیں جبکہ حفظ وناظرہ اور دیگر کورسز مکمل کرنے والے سینکڑوں طلبۂ کرام کو سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔

ساؤتھ افریقہ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کے درمیان سیشن حاجی عبد الحبیب عطاری نے گناہوں سے بچنے پر رہنمائی کی

جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ کے علاقے سینڈٹن (Sandton) میں سیشن اور نیکی کی دعوت کا سلسلہ ہوا جس میں ساؤتھ افریقہ ایسوسی ایشن کے عہدیداران سمیت دیگر عاشقانِ رسول کی شرکت ہوئی جبکہ ساؤتھ افریقہ مشاورت کے نگران اور دیگر اراکین بھی موجود تھے۔ سیشن میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطاری نے رزقِ حلال کمانے، مالِ حرام سمیت دیگر گناہوں سے بچنے اور قبر و آخرت کی فکر کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے سنتوں کی اتباع و پیروی میں نیکیوں بھری زندگی گزارنے کا

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوت اسلامی کے شب وروز، کراچی

ذہن دیا۔ دورانِ سیشن دعوتِ اسلامی کے عالمی سطح پر ہونے والے دینی و فلاحی کاموں پر ویڈیو Documentary بھی دکھائی گئی۔ آخر میں صلوۃ و سلام اور دعا کا سلسلہ ہوا۔

FGRF کی جانب سے ملاوی میں امدادی کام 100 خاندانوں کو امدادی چیک دیئے گئے

FGRF کی جانب سے افریقی ملک ملاوی کے شہر لمبی (Limbe) کے مدرسۃ المدینہ میں ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مدرسۃ المدینہ کے طلبہ کے ساتھ ان کے سرپرستوں اور دیگر عاشقانِ رسول نے بھی شرکت کی۔ سیشن کے دوران نگرانِ ملاوی مشاورت مولانا حاجی عثمان عطاری مدنی نے نیکی کی دعوت دیتے ہوئے شرکا کو دینِ متین کی خدمت کا ذہن دیا۔ اس دوران FGRF کی طرف سے منتخب کئے گئے 100 مقامی عاشقانِ رسول کی مالی معاونت کرتے ہوئے ان میں چیک تقسیم کئے گئے۔

مارچ 2026ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے مرحومین کے لواحقین اور مریضوں کے نام جاری ہونے والے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے مارچ 2026ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ ”پیغاماتِ عطّار“ کے ذریعے تقریباً 3223 پیغامات جاری فرمائے جن میں 594 تعزیت کے، 2512 عیادت کے جبکہ 117 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندیِ درجات کے لیے دعائیں کیں۔

ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (مارچ 2026ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔ مارچ 2026ء میں دیئے گئے 4 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: 1 رمضان الکریم منانے کے پُرکیف انداز: 16 لاکھ، 3 ہزار 621 2 سکون بخش آیتیں: 13 لاکھ، 40 ہزار 992 3 امیرِ اہلِ سنّت کا بچپن: 9 لاکھ، 37 ہزار 792 4 عباداتِ رمضان کیسے قبول ہوں؟: 15 لاکھ، 80 ہزار 41

مفتی محمد الیاس رضوی صاحب کے انتقال پر تعزیت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن

محمد الیاس قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ

مجھے یہ افسوس ناک خبر ملی کہ زبیر رضوی، عمیر رضوی، شعیب رضوی اور مولانا بلال رضوی اشرفی کے ابو جان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب مؤلف بہارِ شریعت حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے دن یعنی 2 ذوالقعدہ شریف 1447ھ مطابق 20 اپریل 2026ء کو کراچی میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

میں تمام سوگواروں سے تعزیت کرتا ہوں اور صبر و ہمت سے کام لینے کی تلقین۔

اس کے بعد امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے مفتی صاحب کے لیے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کیا۔

ربِّ کائنات مفتی صاحب کی دینی خدمات قبول فرمائے۔ اٰمین بِجَاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

Go To Index

تحریری مقابلہ کے لیے موصول مضامین کے مؤلفین

کراچی: احمد رضا، احمد رضا ہاشمی، خلیل احمد، محمد اسلام، محمد اویس خلیل، محمد امین، محمد فیض، ابو صَفی محمد علی، احمد رضا بن محمد افضل، اسرار احمد، امیر حمزہ عطاری، حسنین احمد، شاہد رضا عطاری، فراز عزیز پنہور، محمد احتشام، محمد اویس شبیر، محمد فیضان عطاری، اسد عارف، شیر زمان عطاری، عبد السبحان عطاری، محمد حسن۔ **لاہور:** عتیق الرحمٰن، ابو برہان عبد الرحمٰن عطاری، آصف شوکت علی، حافظ محمد عمر نقشبندی، عامر سہیل مدنی، عبد اللہ ریاض، مبشر عبد الرزاق عطاری، محمد احمد رضا عطاری، محمد اسامہ عطاری۔ **سرگودھا:** اسد بلال، محمد ارسلان، محمد امیر عمر، محمد رمضان عطاری۔ **فیصل آباد:** محمد اسماعیل، محمد حسان عطّاری، محمد عبد المبین عطّاری۔ **متفرق شہر:** حسن رضا عطّاری (حیدر آباد)۔

ان مؤلفین کے مضامین دعوت اسلامی کی ویب سائٹ/https://news.dawateislami.net پر یکم جولائی 2026ء تک اپلوڈ کر دیے جائیں گے۔ اِن شآءَ اللہ

تحریری مقابلہ عنوانات برائے ستمبر 2026ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 75

01. حضرت سلیمان علیہ السّلام کا قرآنی تذکرہ
02. تواضع اور عاجزی کی نبوی تعلیمات
03. مطالعۂ فقہ و مسائل کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

صرف اسلامی بہنوں کے لیے

مقابلہ نمبر: 51

01. حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مہاجرین صحابہ سے محبت
02. بزرگوں کی بے ادبی کرنے کی مذمت
03. تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت میں علمائے اہلِ سنت کا کردار

+923486422931

مضمون جمع کروانے کی آخری تاریخ: 20 جون 2026ء

ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے مضامین اور دیگر اہم اپڈیٹس

واٹس ایپ پر حاصل کرنے کے لیے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا آفیشل چینل فالو کیجیے۔
اس کیو آر کوڈ کو اسکین کیجیے یا لنک حاصل کرنے کے لیے اس نمبر پر واٹس ایپ کیجیے۔

+923103330935

Go To Index

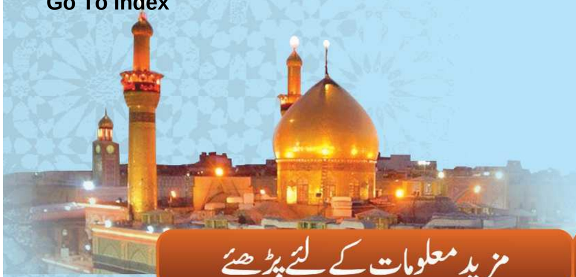

محرمُ الحرام کے چند اَہم واقعات

تاریخ/ماہ/سِن	نام/واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
پہلی محرمُ الحرام 24ھ	یومِ عُرس مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ، حضرت عمرفاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439 تا 1446ھ اور ”فیضانِ فاروقِ اعظم“
پہلی محرمُ الحرام 486ھ	یومِ عُرس شیخُ الاسلام حضرت ابوالحسن علی بن احمد ہکاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
پہلی محرمُ الحرام 632ھ	یومِ عُرس حضرت شیخ شہابُ الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
2 محرمُ الحرام 200ھ	یومِ وِصال حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
5 محرمُ الحرام 664ھ	یومِ عُرس حضرت بابا فریدُ الدّین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ اور ”فیضانِ بابا فرید گنج شکر“
10 محرمُ الحرام 61ھ	یومِ شہادت نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439 تا 1446ھ اور ”امام حسین کی کرامات“
10 محرمُ الحرام 1142ھ	یومِ وِصال حضرت سیّد برکت اللہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
12 محرمُ الحرام 513ھ	یومِ وِصال مرشدِ غوثِ اعظم، حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1440ھ
14 محرمُ الحرام 1198ھ	یومِ وِصال حضرت سیّد شاہ حمزہ مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
14 محرمُ الحرام 1402ھ	یومِ وِصال شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتیِ اعظم ہند، مفتی محمد مصطفٰے رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439، 1444ھ اور ”جہانِ مفتیِ اعظم ہند“
18 محرمُ الحرام 1427ھ	یومِ وصال مرحوم رکنِ شوریٰ، حافظ مفتی محمد فاروق عطاری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439، 1441ھ اور ”مفتیِ دعوتِ اسلامی“
19 محرمُ الحرام 853ھ	یومِ وِصال عارفِ ربّانی حضرت سیّد احمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ محرمُ الحرام 1439ھ
25 محرمُ الحرام 1419ھ	یومِ وِصال حضرت مولانا محمد عبد السلام قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ	فیضان مولانا عبد السلام قادری
محرمُ الحرام 14/15ھ	”جنگِ قادسیہ“ اس میں کم و بیش 10 ہزار سے زائد مسلمانوں نے تقریباً 1 لاکھ 20 ہزار کفار کو شکست دی۔	فیضانِ فاروقِ اعظم، 2/668 تا 676

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ خاتَمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کرکے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

محرمُ الحرام کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل

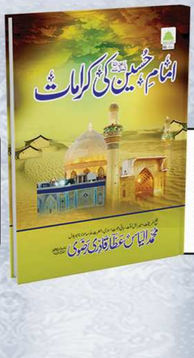

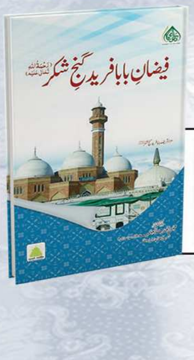

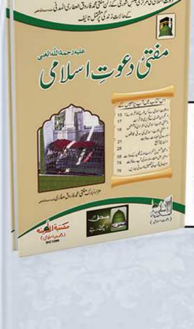

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
June 2026

ماہنامہ فیضانِ مدینہ جون 2026ء

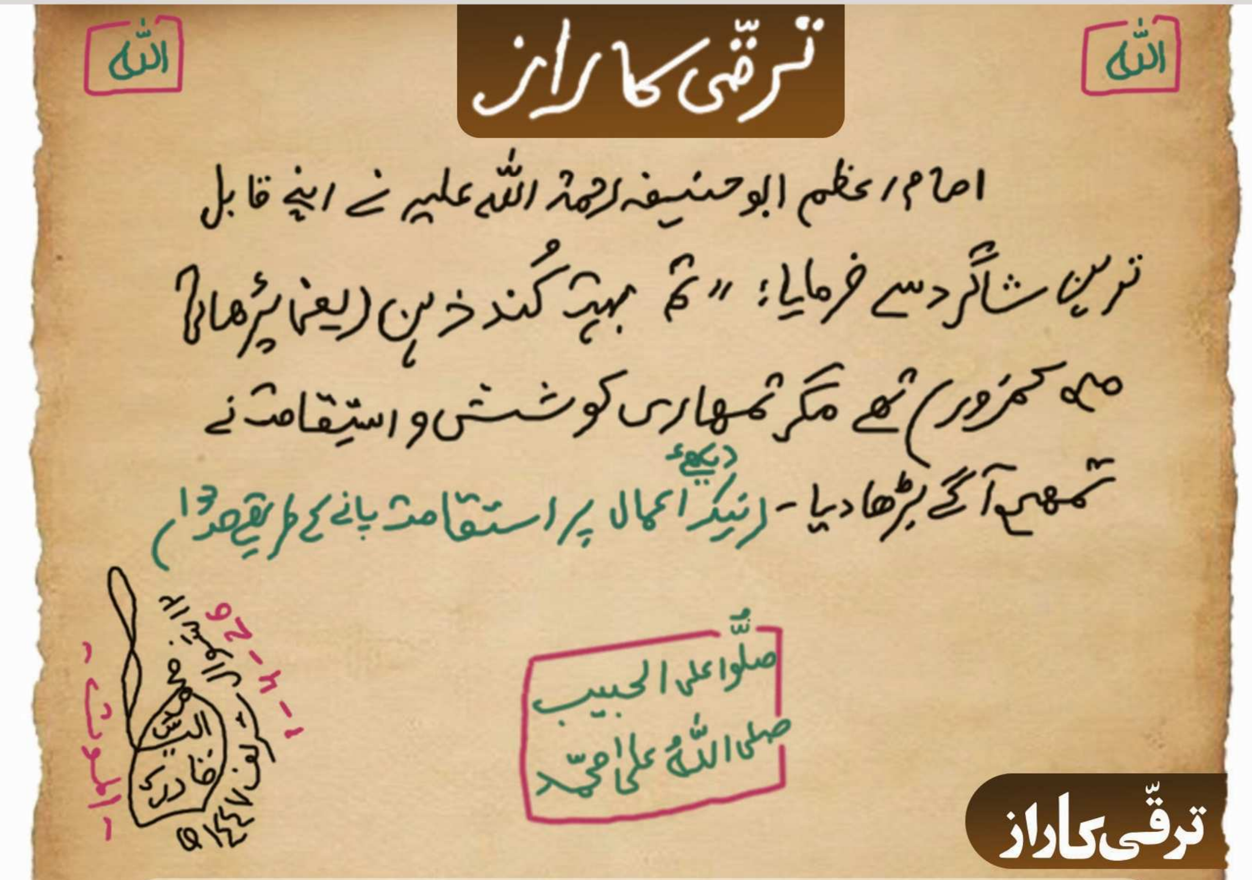

ترقّی کا راز

امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے قابل ترین شاگرد سے فرمایا: تم بہت کند ذہن (یعنی پڑھائی میں کمزور) تھے مگر تمہاری کوشش واستقامت نے تمہیں آگے بڑھا دیا۔ (دیکھیے: نیک اعمال پر استقامت پانے کے طریقے، ص 13)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ ونافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔
بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037
اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-926-0
01130345
فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، بابُ المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net
MAKTABA TUL MADINAH